ظفرنامہ

(شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کا فارسی میں لکھا ہوا منظوم کلام)

اُردو منظوم ترجمہ

نانک چند ناز

(ا)

ੴ

دسم پاتشاہ

شری گورو گوبند سنگھ صاحب کلغی دھر مہاراج

کا

فارسی زبان میں لکھا ہوا منظوم کلام

ظفر نامہ

جسے

اُنہوں نے ۱۷۰۶ء میں بمقام ماچھی واڑہ لکھا

اور

جس کا اُردو نظم میں تشریحی ترجمہ

نانک چند نازؔ نے ۱۹۵۲ء میں کیا

ب

نام کتاب	ظفرنامہ
مصنف	نانک چند ناز
زیرِ نگرانی	کشمیری لال ذاکر، سکریٹری
باہتمام	شمس تبریزی، ایڈیٹر
سال اشاعت	۲۰۰۰ئہ
تعداد	پانچ سو
ملنے کا پتہ	ہریانہ اُردو اکادمی، ۵۱۶ سیکٹر ۱۲ پنچکولہ

کشمیری لال ذاکر سکریٹری ہریانہ اُردو اکادمی نے ریشماں پرنٹرس چنڈی گڑھ سے چھپواکر دفتر ہریانہ اُردو اکادمی پنچکولہ سے شائع کیا۔

دُعائیہ

ہندوستان کی مختلف قوموں میں ایسی متعدد شخصیات ہیں جنہوں نے اپنے علمی اور عملی کارناموں سے نہ صرف اپنی قوم کے لئے مثال قائم کی بلکہ تمام عالم انسانیت کے لئے بھی مثال بنے۔ ہندوستان کی تاریخ و ثقافت اس امر کی گواہ ہے کہ اس سرزمین سے ایسے ایسے گیانی، دھیانی، شاعر، ادیب اور شجاع پیدا ہوئے، جنہوں نے اپنے کارناموں سے دنیا کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔ ایسی عظیم شخصیتوں میں، سکھوں کے دسویں گورو شری گورو گوبند سنگھ صاحب کلغی دھر مہاراج کا نام نامی سرفہرست ہے۔ گورو مہاراج نہ صرف ایک بہادر سپہ سالار ہی تھے بلکہ مصلحِ قوم بھی تھے۔ ان کی شخصیت ہمہ جہت تھی جس میں علم و ادب کو بہت بڑا دخل تھا۔

گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے علمی و ادبی کارنامے اتنے اہم ہیں کہ آج کے ماحول میں ان کی اہمیت اور بھی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اس بات کی بے حد ضرورت تھی کہ اُن کے ادبی کارناموں کو عوام کے سامنے لایا جائے "ظفرنامہ" کی اشاعت اسی مقصد کے تحت کی گئی ہے، تاکہ قومیت کا جذبہ رکھنے والا ہر ذی شعور گورو مہاراج کے ولولہ انگیز خیالات سے مستفید ہو سکے۔

"ظفرنامہ" گورو مہاراج کی طویل فارسی نظم ہے جسے انہوں نے ۱۷۰۶ء میں تحریر کیا تھا۔ اس میں گورو صاحب نے ان جنگوں کو تفصیل سے نظم کیا ہے، جو انھیں مغل بادشاہ اورنگ زیب کے خلاف لڑنی پڑیں۔ انہوں نے اپنے فارسی کلام میں پنجاب کے تاریخی واقعات کا ذکر بھی کیا ہے۔ جیسے قوم میں بیداری پیدا کرنے کے لئے خالصہ پنتھ کی سرجنا، چالیس سکھوں کا مُکتسر میں جامِ شہادت پینا، اپنے دونوں بڑے صاحبزادوں، صاحبزادہ اجیت سنگھ اور صاحبزادہ جوجھار سنگھ کا چمکور صاحب کی لڑائی میں شہید ہونا۔ اور چھوٹے صاحبزادوں، صاحبزادہ زور آور سنگھ اور صاحبزادہ

فتح سنگھ کا سرہند میں دیوار میں چُنوایا جانا۔

زیرِ نظر کتاب گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے فارسی "ظفرنامہ" کا اُردو منظوم ترجمہ ہے۔ اُسے مشہور صحافی جناب نانک چند ناز نے ۱۹۵۱ء میں تحریر کیا اور اُس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا۔ اس کی معنویت یہ ہے کہ شاعر نے گورو مہاراج کے پیش کردہ خیالات کو اپنے اشعار میں اسی معنویت کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی ہے جو اس کی رُوح ہے۔ اس کتاب کی از سرِ نو اشاعت کا اس سے بہتر کوئی اور وقت نہیں ہو سکتا تھا کہ اسے خالصہ پنتھ کے قیام کی ۳۰۰ ویں سالگرہ کے موقع پر سامنے لایا جائے۔ اس سے ایک فائدہ یہ ہو گا کہ اُردو رسم الخط سے واقف لوگ متذکرہ بالا تاریخی حقائق سے روشناس ہوں گے اور دوسرے یہ کہ گورو مہاراج کی علمی اور ادبی حیثیت بھی مسلّم ہو گی اور عوام میں قومی بیداری کا جذبہ جاگے گا۔

میں ہریانہ اُردو اکادمی کے صدر کی حیثیت سے اس کتاب کی اشاعت پر مسرّت کا اظہار کرتا ہوں اور اسے گورو مہاراج کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کا حکومت کی طرف سے ایک بہترین ذریعہ تصور کرتا ہوں۔ میں اس کتاب کے اُردو ایڈیشن کی تلاش و جستجو کے لئے بھی اکادمی کے سکریٹری کشمیری لال ذاکر کو مبارکباد دیتا ہوں۔ جن کی سعیٔ مسلسل سے یہ کارِ خیر ممکن ہو سکا۔

اوم پرکاش

(چودھری اوم پرکاش چوٹالہ)

وزیرِ اعلیٰ ہریانہ

و صدر، ہریانہ اُردو اکادمی

۳۰ مارچ ۲۰۰۰ء

اِبتدائیہ

ہریانہ اُردو اکادمی کے نائب صدر کی حیثیت سے میں کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان کی مختلف رِیاستوں کی اُردو اکادمیوں میں ہماری اکادمی خاص سرگرمیوں کی وجہ سے پہچانی جاتی ہے۔ اکادمی کی اِشاعتوں سے لے کر اکادمی کی تقریبات تک سبھی میں خیال رکھا جاتا ہے کہ اُن کو تعمیری بنایا جائے اور اس کے حوصلہ اَفزا نتائج بَرآمد ہوں۔

بے حَد خوشی کی بات ہے کہ اپنے مقاصِد کے پیش نظر اکادمی اپنے پروجیکٹوں اور اسکیموں کو نہایت خوش اُسلوبی سے نِبھا رہی ہے۔ یہ کام اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک حکومت کی سَرپرستی حاصل نہ ہو۔ مجھے یہ تحریر کرتے ہُوئے مسرّت ہے کہ وزیرِ اعلا ہریانہ چودھری اوم پرکاش چوٹالہ جی کی خصُوصی دلچسپیوں سے یہ کام بہت آسان ہو گیا ہے اور ریاست میں اُردو کی ترقی کی راہیں روشن ہو گئی ہیں۔

"ظفرنامہ" کی اشاعت کے جہاں بہت سے مقاصد ہیں اُن میں ایک یہ بھی ہے کہ اِس نادِر کتاب کو محفوظ کیا جائے، کیونکہ یہ کتاب ۱۹۵۲ میں شائع ہوئی تھی جو تقریباً نایاب ہے۔ کتاب کی اشاعت سے گورُو مہاراج کا یہ اَدبی کارنامہ نہ صِرف محفوظ ہو جائے گا بلکہ ہم کو گورو مہاراج کو اُن کے خیالات و افکار کی روشنی میں زیادہ بہتر طریقے سے سمجھنے کا موقع بھی حاصل ہوگا۔

میں خالصہ پنتھ کے قیام کی ۳۰۰ ویں تقریبات کے موقع پر اس نادر کتاب کی اشاعت کے لئے اکادمی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ ہمیشہ کی طرح اکادمی کے اس کام کو سراہا جائے گا۔

(دستخط)

(پریم پرشانت ، آئی اے ایس
کمشنر مالیات و سکریٹری تعلیمات ، ہریانہ
و نائب صدر، ہریانہ اُردو اکادمی

پیش لفظ

ہریانہ میں اُردو کے حوالے سے ریاستی سطح پر جو کام کئے جا رہے ہیں، وہ نہ صرف اطمینان بخش ہیں بلکہ حوصلہ افزا بھی ہیں۔ ہریانہ اُردو اکادمی کی جانب سے اُردو زبان وادب کے فروغ کے لئے ہمیشہ ہی ایسے پروگراموں اور اسکیموں کو بروئے کار لایا جاتا ہے جن کی خاص اہمیت ہو۔ اس کی مثال ہریانہ اُردو اکادمی کے ذریعہ شائع کیا گیا ناول "ریاضِ دلربا" ہے۔ جس کی اشاعت کے بعد اُسے اُردو کا پہلا ناول ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اور اس ناول کے مصنّف روہتک کے منشی گمانی لعل اُردو کے پہلے ناول نگار کہلائے یہ ناول ۱۸۳۲ء میں تحریر کیا گیا تھا۔ جسے جیل پریس روہتک سے ۱۸۶۳ء میں شائع کیا گیا تھا جبکہ ادبی تاریخ میں ناول کا نقشِ اوّل مولوی نذیر احمد کے ناول "مراۃ العروس" کو مانا جاتا تھا۔ جو ۱۸۶۹ء میں تصنیف کیا گیا تھا۔

اپنے ایسے ہی کاموں کو انفرادی حیثیت دینے کی اکادمی کی یہ کوشش ابھی بھی جاری ہے "ظفر نامہ" اسی سلسلے کی اگلی کڑی ہے۔ یہ شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کی فارسی نظم ہے جس میں انہوں نے اورنگ زیب کے خلاف لڑی گئی جنگوں کا ذکر کیا ہے۔ اب سے کم وبیش نصف صدی قبل "ظفر نامہ" کا اُردو منظوم ترجمہ مرحوم نانک چند نازؔ نے کیا تھا۔ جو اُردو وادب کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔

"ظفر نامہ" کی اشاعت کا اس سے بہتر موقع نہیں ہو سکتا تھا کہ اسے خالصہ پنتھ کے قیام کی ۳۰۰ ویں سالگرہ پر سامنے لایا جائے اس تعلّق سے "ظفر نامہ" کی اہمیت نہ صرف برقرار رہے گی بلکہ یہ نادر و نایاب نسخہ محفوظ بھی ہو جائے گا۔ اس کام کے لئے میں وزیرِ اعلیٰ ہریانہ وصدر ہریانہ اُردو اکادمی عزت مآب چودھری اوم پرکاش چوٹالہ صاحب اور کمشنر مالیات وسکریٹری تعلیمات ہریانہ ونائب صدر ہریانہ اُردو اکادمی جناب پریم پرشانت، آئی اے ایس کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے "ظفر نامہ" کی اشاعت میں اپنا ہر ممکن تعاون دیا اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔

مجھے یقین ہے کہ اکادمی کی دوسری مطبوعات کی طرح اسے بھی انفرادیت حاصل ہوگی اور ادبی حلقوں میں اکادمی کی اس کوشش کو سراہا جائے گا۔

کشمیری لال ذاکر

(کشمیری لال ذاکر)

سکریٹری

اِظہارِ تشکّر

شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج جہاں ایک بڑے شجاع اور بہادر انسان تھے، وہاں علمی و اَدبی لحاظ سے بھی اُن کا درجہ بہت بلند تھا۔ اُن کی متعدد اَدبی تخلیقات میں ایک "ظفر نامہ" بھی ہے۔ یہ ایک فارسی نظم ہے جو گورو مہاراج نے مغل بادشاہ اورنگ زیب کو خط کی شکل میں لکھی تھی۔ اس فارسی نظم میں گورو صاحب نے اپنی ان جنگوں کا ذِکر کیا ہے، جو اُنھوں نے اورنگ زیب کے خلاف لڑیں۔

"ظفر نامہ" کا اُردو ترجمہ مشہور صحافی جناب نانک چند ناز نے کیا تھا، جس کا پہلا ایڈیشن سنہ ۱۹۵۲ء میں بھائی جواہر سنگھ کرپال سنگھ بُک سیلرز و پبلشرز بازار مائیسواں اَمرتسر نے شائع کیا تھا۔ اس کتاب میں آشیرواد کے طور پر ماسٹر تارا سنگھ جی کا تحریر کردہ ایک صفحہ بھی موجود ہے۔

اس اَمر کے مدِّ نظر کہ خالصہ پنتھ کے قیام کی تین سو ویں تقریبات ۱۳ اپریل کو ختم ہو جائیں گی۔ سوچا گیا کہ یہ نادِر کتاب جسے چھپے ہوئے تقریباً اڑتالیس برس ہو گئے ہیں۔ اُسے مِن و عَن چھاپ کر محفوظ کر لیا جائے۔ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ "ظفر نامہ" جتنے بھی اُردو سے واقف لوگوں تک پہونچ سکے، اُسے پہونچانا چاہیئے۔ اس کتاب کی کوئی قیمت نہیں رکھی گئی ہے اور اسے اُن تک مفت پہونچایا جا رہا ہے، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو گورو مہاراج کے اَفکار کو سمجھنے کا موقع مِلے۔ اس کتاب کی اشاعت سے قبل ہم نے جناب نانک چند ناز کے خاندان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی بہت کوشش کی، مگر کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ ان کی تلاش کا مقصد اس کتاب کی از سرِ نو اشاعت میں اُن کی حصہ داری کو مُسلّم بنانا تھا۔

اس کارِ عظیم کے لئے ہم مرحوم جناب نانک چند نازؔ کا شکریہ اَدا کرتے ہُوئے پبلشر بھائی جواہر سنگھ کرپال سنگھ کے بھی ممنُون ہیں، جنہوں نے کتاب کی اہمیت وافادیت کو سمجھتے ہُوئے اسے ۱۹۵۲ء میں شائع کیا تھا۔ کتاب کی اشاعت سے قبل جواہر سنگھ کرپال سنگھ پبلشرز کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرنے کی حتی الامکان کوشش کی گئی، لیکن کسی بھی طرح کی کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔

یہاں یہ ذکر کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ " ظفر نامہ " کے مذکورہ ایڈیشن میں کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں کی جا رہی ہے، بلکہ اُسے اُس کی اصل شکل میں ہی شائع کیا جا رہا ہے اور شروع سے آخر تک کتاب کو ویسا ہی رکھا گیا ہے جیسی یہ ہے۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ کتاب کے مصنف نے " ظفر نامہ " کو جو احترام و عقیدت بخشا ہے، اُسے جوُں کا توُں برقرار رکھا جائے اور دوسرے اب سے نصف صدی قبل اُردو کتاب کی طباعت کا نمونہ بھی محفوظ ہو جائے۔

اِدارہ

میں یہ کتاب اُس خالصہ کی بھینٹ کرتا ہوں۔
جسے گورو مہاراج نے سن ۱۶۹۹ء کی بیساکھی کے
دن ساجا۔ اور اس لئے سرجا۔ کہ مری ہوئی ہندو
قوم میں مزاحمت کا جذبہ اور تلوار اٹھانے کی
طاقت پیدا ہو۔ ع
برگِ سبز است تحفۂ درویش

نانک چند ناز

اردا س

پرتھم بھگوتی سمر کے گورو نانک لئی دھیائے
گورو انگد تے گورو امرداس رامداسے ہوئی سہائے
گورو ارجن ہرگوبند نوں سمروں سری ہررائے
سری ہرکرشن دھیائیے جس ڈٹھیاں سب دکھ جائے
گورو تیغ بہادر سمریئے گھر نو ندھ آوے دھائے
دسویں پاتشاہ گورو گوبند سنگھ صاحب جی سب تھائیں ہوئی سہائے

گورو گوبند سنگھ کا رازِ زندگی

"دیہہ شوا بر موہ ایہے
نہ ڈروں ار سوں جب جائے کروں
ار سکھ ہوں اپنے ہی من کو
جب آو کی او دھ ندان بنے

تشبھ کرمن تے کبھوں نہ ٹروں
نسچے کر اپنی جیت کروں
ایہہ لالچ ہوں گن تو اچروں
انت ہی رن میں تب جوجھ مروں"

(دسم گرنتھ)

پسا اوّلیق

ہم اِہ کاج جگت مو آئے
دھرم ہیت گورُو دیوٗ پٹھائے
جہاں تہاں تم دھرم بتھارو!
دُشٹ دوکھیین پکڑ پچھارو!
یہی کاج دھرا ہم جنمم
سمجھ لیہو سادھو سب منمم
دھرم چلاون سنت اُبارن
دُشٹ سبھن کو موُل اُپارن

(گورُو گوبند سنگھ)

آشیرواد

خالصہ پنتھ کو ساجنے والے گورو صاحب نے پانچ سر لے کر اس پنتھ کی بنیاد رکھی تھی۔ پھر بچوں۔ اپنی ماتا۔ اپنے رشتہ داروں اور اپنے پیاروں کے خون سے اس پھلواڑی کو سینچا تھا۔ ہم گورو گوبند سنگھ جی کی قربانی کا دھیان کر کے ہی چڑھدی کلا میں جا سکتے ہیں ——— ظفر نامہ ——— یعنی ہماری فتح کا پیغام ——— گورو صاحب نے اس وقت لکھا تھا۔ جب پنجاب ظالم حکمرانوں کے خلاف جنگ کر رہا تھا۔ ان مذہبی مظالم سے ہماری قوم نے دل نہیں ہارا تھا۔ ہمت اور حوصلہ بدستور قایم تھا۔ یہ بات گورو صاحب کے "ظفر نامہ" کے مطالعہ سے ثابت ہے۔

گورو مہاراج کے "ظفر نامہ" (فارسی کلام) کا منظوم اردو ترجمہ میرے عزیز نانک چند ناز نے کیا ہے۔ اس سے ان کی گورو بھگتی ظاہر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس جنگی کتاب کی اشاعت زیادہ سے زیادہ ہو۔ تاکہ فارسی نہ سمجھنے والے ہندو سکھ بھی گورو مہاراج کے جوش انگیز کلام سے مستفید ہو سکیں۔ یہ کتاب لکھنے پر میں اپنے عزیز کو آشیرواد دیتا ہوں۔

امرتسر ۲۹ دسمبر ۱۹۵۱ء ——— (ماسٹر تارا سنگھ)

یادداشت

(۱) یوم ولادت گورو گوبند سنگھ صاحب —— پوہ سُدی سمت ۱۷۲۹ منگوار - ۲۹ر دسمبر سنہ ۱۶۶۶ء

(۲) مقامِ ولادت —— صوبہ بہار کے مقام پٹنہ میں

(۳) گوریائی —— مگھر سُدی ۵ سمت ۱۷۳۲ ۱۱ر نومبر سنہ ۱۶۷۵ء کو مقام انند پور صاحب ضلع ہوشیارپور میں۔

(۴) پہلی لڑائی —— پہاڑی راجہ بھیم چند کے خلاف فروری سنہ ۱۶۸۶ء میں لڑی اور دشمن کو شکست دی

(۵) تعلیم —— سنہ ۱۶۷۵ء سے کچھ پہلے اور بعد بھی۔ پہاڑی، گورمکھی، ہندی

(۶) تعلیم فارسی —— ۱۶۷۵ء سے سنہ ۱۶۸۰ء تک مقام پونٹہ صاحب میں ایک اُستاد پیر محمد سے فارسی زبان پڑھی۔

(۷) لٹریچر کی ترتیب —— سنہ ۱۶۸۰ء سے لے کر سنہ ۱۶۹۰ء تک سنسکرت، ہندی، فارسی کی کتابوں کا مطالعہ کیا فردوسی کا "شاہنامہ" بھی پڑھا گیتا، رامائن، پوران وغیرہ گرنتھ پڑھے۔ ۵۲ شاعروں اور ادیبوں کی ایک سبھا قایم کی۔ جو قومی لٹریچر لکھتے۔ اور اُسے ترتیب دیتے۔ پورانک کتھاؤں کا پنجابی بھاشا میں خود ترجمہ کیا جن میں لڑائیوں کا ذکر تھا۔

(۸) خالصہ کا جنم —— ۳۰ر مارچ سنہ ۱۶۹۹ء بیساکھی کے دن خالصہ سجا۔ پانچ پیارے اُسی دن بنے۔

(۹) اورنگ زیب سے لڑائیاں —— ہندوستان کی آزادی کے لئے اورنگ زیب کے خلاف باقاعدہ جنگ کا اعلان سنہ ۱۷۰۰ء میں ہوا۔ اور اس کے ساتھ پہلی لڑائی سنہ ۱۷۰۱ء میں انند پور صاحب میں ہوئی۔ جب شاہی فوج نے اچانک حملہ کر دیا

(۱۰) چالیس مکتے —— سنہ ۱۷۰۳ء کے لگ بھگ چالیس سکھ بے دعوے دے کر گورو صاحب کی فوج سے الگ ہو گئے۔ اور آپ سنہ ۱۷۰۴ء میں انند پور کو چھوڑ کر چمکور ضلع انبالہ میں چلے گئے۔

(۱۱) مکتسر کی لڑائی —— یہ لڑائی سنہ ۱۷۰۵ء میں فیروز پور کے اُس مقام پر ہوئی۔ جہاں آجکل مکتسر کا قصبہ آباد ہے۔ اس لڑائی میں شاہی فوج شکست کھا کر بھاگ گئی۔ اور گورو صاحب نے چالیس سکھوں کو زخمی حالت میں پہچانا جو بے دعوے دے کر چلے گئے مگر پھر خود ہی گورو کی فوج میں آ گئے تھے۔

(۱۲) ظفرنامہ —— سنہ ۱۷۰۶ء میں بمقام ماچھی واڑہ لکھا گیا۔

(۱۳) جوتی جوت سمائے —— ۷ر اکتوبر سنہ ۱۷۰۸ء نندیڑ صاحب، حیدرآباد (دکن) میں۔

پیشِ لفظ

جنگی کارناموں کے علاوہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے علمی و ادبی کارنامے بھی اس قابل ہیں۔ کہ ہندوستانی خصوصاً پنجابی ان کی طرف متوجہ ہوں۔ اور جس قدر زیادہ ہو سکے۔ ان سے فیض حاصل کریں۔ گورو مہاراج نے اپنے وقت کے ہندوؤں میں زندگی پیدا کرنے کے لئے اور اُن کی حفاظت کے خیال سے جہاں مضبوط فوج مرتب کی۔ وہاں بلند پایہ لٹریچر بھی ہمارے لئے چھوڑ گئے۔ یہ لٹریچر انھوں نے خود بھی لکھا اور اپنے سکھوں سے بھی لکھوایا۔ اُس وقت کی ہندی بھاشا میں لکھی ہوئی اُن کی کئی کتابیں موجود ہیں۔ شری کرشن کی گیتا کا ترجمہ بھی انھوں نے اپنی بولی میں کیا تھا۔ پرانوں کے کئی تاریخی افسانوں کو بھی انھوں نے جنگجویانہ انداز میں ڈھالا اور قوم میں جذبۂ مزاحمت پیدا کرنے کے لئے اُس کے سامنے رکھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ مہاراج کے نزدیک پرانوں کو کوئی مذہبی حیثیت حاصل نہیں تھی۔ "وچتر ناٹک" ان کے شاعرانہ خیالات کا ایک روح پرور مجموعہ ہے۔ اسی میں انہوں نے اپنے پوجیہ پتا —— گورو تیغ بہادر صاحب —— کی شہادت کا ذکر کیا ہے۔

اُن کی رچناؤں میں سے ایک ظفر نامہ بھی ہے۔ یہ فارسی نظم میں ہے جس میں گورو صاحب نے اپنی اُن لڑائیوں کا ذکر کیا ہے۔ جو انہیں اُس وقت کے مسلم بادشاہ اورنگ زیب کے خلاف لڑنی پڑیں۔ یہ ذکر اس جوش انگیز پیرائے میں ہوا ہے۔ کہ اسے پڑھنے اور سمجھنے سے رگوں میں خون اُبلنے لگ جاتا ہے۔ "ظفر نامہ" کے یہ اشعار اگرچہ تعداد میں زیادہ نہیں۔ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو ۱۵۰ بیان کئے جاتے ہیں۔ لیکن ایک ایک شعر میں بڑے سے بڑے جنگی واقعات کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ گورو صاحب نے ان اشعار میں شاعرانہ تخیل۔ جنگی جوش و خروش۔ اور طبع کی جولانیوں کا ایک طوفان قلمبند کر کے رکھ دیا ہے۔ ان اشعار سے آپ پر یہ حقیقت روشن ہو جائے گی۔ کہ گورو گوبند سنگھ دوسری خوبیوں کے علاوہ بلند پایہ شاعر کی خوبیوں کے بھی حامل تھے۔ مجھے گورو مہاراج کی ذات سے بہت گہری عقیدت ہے۔ سہجدھاری سکھ خاندان میں پیدا ہونے کے علاوہ میں نے ان کے پیدا کئے ہوئے ساہتیہ کا بھی کافی مطالعہ کیا ہے۔ اُن کے اس ساہتیہ کو میں اپنی قوم اور اپنے وطن کے لئے قابلِ فخر ورثہ سمجھتا ہوں۔ اور اپنی قومی تاریخ بلکہ قومی تمدن کا روشن ترین پہلو۔

"ظفر نامہ" میرے مطالعہ میں اُس وقت آیا جب کوہاٹ کے ایک ہندو دوست نے اس کا ترجمہ پنجابی بھاشا میں

گو کہ کتابی شکل میں شائع کیا لیکن اس کتاب میں فارسی کے اشعار اتنے غلط لکھے گئے تھے کہ میں نے اصل اشعار کی کھوج کی کوشش کی۔ لیکن دوسری مصروفیتوں کے کارن میں اس طرف زیادہ توجہ نہ دے سکا۔ اور وقت گذرتا چلا گیا۔ ہوا یوں کہ اس سے کچھ پہلے لاہور میں مولانا تاجور نجیب آبادی کے پاس "ظفر نامہ" کا ایک نسخہ دیکھا۔ تو پھر اس کے مطالعہ کی رغبت ہوئی۔ یہ نسخہ دستی تھا۔ روہیل کھنڈ کے کسی ہندو دوست نے مولانا تاجور تک پہنچایا تھا۔ اس میں کچھ اشعار تقطیع سے باہر تھے۔ جنھیں مولانا تاجور نے صحیح شکل میں تحریر کر دیا تھا۔ ۱۹۴۷ء کے ابتدائی دور میں ہی میرے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا۔ کہ گورو گوبند سنگھ کے اس ادبی شاہکار کو ہندوؤں اور سکھوں کے سامنے رکھوں لیکن نہ اس سال میں اور نہ ۱۹۵۱ء کے ماہ جنوری تک میں ناموافق حالات کے دائرے سے باہر نکل سکا۔ پھر بھی ۶ ماہ یہ سوچنے میں لگ گئے کہ اپنے خیالات کو عملی جامہ پہناؤں تو کس طرح؟ چنانچہ پچھلے سال کے جولائی میں فیصلہ کیا کہ فارسی کے "ظفر نامہ" کو اردو نظم کے قالب میں ڈھالوں۔ اور اس طرح اردو داں ہندوستانیوں کے سامنے گورو گوبند سنگھ کے وہ آتش خیز جذبات رکھوں۔ جو انھوں نے سنہ ۱۷۰۳-۰۶ء میں اپنے کلام برق ریز سے مرتب کئے تھے۔ لیکن یہ ترجمہ لفظی نہیں تشریحی ہے۔ ہر دائیں صفحے پر گورو مہاراج کے اشعار درج کئے گئے ہیں۔ اور سامنے بائیں صفحے پر ان کا تشریحی ترجمہ اردو نظم میں۔ اس ترتیب سے آپ پر گورو مہاراج کے اشعار کے معنے بھی کھل جائیں گے۔ اور ان تاریخی واقعات سے بھی آپ روشناس ہو جائیں گے جنھیں مہاراج صرف ایک ایک شعر میں لکھ گئے۔ فارسی کے الفاظ کے معنے بھی درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ فارسی زبان کو نہ سمجھنے والے اصحاب بھی شعر کی اصلیت سے واقف ہو جائیں۔ اور اس طرح اردو اشعار سے لطف اندوز ہو سکیں۔

فارسی کلام میں گورو گوبند سنگھ نے پنجاب کے تاریخی واقعات کا ذکر بھی کیا ہے۔ مثلاً قوم میں زندگی پیدا کرنے کے لئے خالصہ ساجنا۔ انند پور صاحب سے اپنے آپ کو بچا کر لے جانا۔ سری فتح گڑھ صاحب میں دونوں بڑے صاحبزادوں کا گرفتار ہونا۔ اور چالیس سکھوں کا جام شہادت پینا۔ اسی مقام پر دونوں چھوٹے صاحبزادوں کا مسلم حکمران کی طرف سے دیوار میں زندہ چنوایا جانا۔ چمکور قلعہ پر نجیب خان اور ناہر خان پٹھان فوجی سرداروں کا حملہ آور ہونا۔ مہاراشٹر کے مرہٹوں اور راجپوتانہ کے راجپوتوں سے اورنگ زیب کا شکست کھانا۔ اور گورو صاحب کا اسے چیلنج کرنا۔ کہ پنجاب میں تمہاری شکست کا انتظام میں کر رہا ہوں۔ اس اعتبار سے "ظفر نامہ" ایک تاریخی کتاب بھی ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سنہ ۱۷۰۶ء کی بغاوت میں پنجاب کے ہندوؤں سکھوں نے گورو صاحب کی رہنمائی میں مسلم حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ خونیں شہادت سے بھرے ہوتے۔ اس قسم کے تاریخی واقعات کا مطالعہ کرنا اور انہیں یاد رکھنا قومی زندگی کی ایک علامت ہوا کرتی ہے۔ اسی لئے میں نے گورو مہاراج کے فارسی کلام "ظفر نامہ" کو اردو نظم کا جامہ پہنایا ہے۔ تاکہ ہم اپنی قومی مزاحمت کے ان واقعات کو جنھیں گورو مہاراج نے فارسی نظم میں لکھا اردو زبان میں پڑھ کر ان سے زندگی حاصل کر سکیں۔

آپ دیکھیں گے کہ مہاراج کے کلام میں بہت زور ہے۔ بہت پختگی ہے اور بہت روانی ہے۔ ان کی زبان روزمرہ کی معلوم ہوتی ہے۔ یعنی انھوں نے فارسی کا طرز بیان وہی منتخب کیا ہے۔ جو ایران کے لوگ عام بول چال میں استعمال کرتے ہیں۔ قیاس گذرتا ہے کہ انہیں فارسی میں بات چیت کرنے میں کافی مہارت تھی۔ لیکن "ظفر نامہ" کو اردو قالب میں آپ کے سامنے رکھنے کا مقصد ادھورا رہ جائے گا۔ اگر میں اس بات کی طرف آپ کو

متوجہ نہ کروں کہ گورو مہاراج نے اپنے کلام کے آغاز میں اس خدا کی قسم کھائی ہے۔ جو تلوار کا پیدا کرنے والا ہے تیغ و تیر کا خدا ہے۔ اور میدانِ جنگ میں تیز دوڑنے والے گھوڑوں کا خدا ہے۔ اس مردہ قوم میں جنگجوآنہ روح داخل کرنے کے لئے گورو مہاراج نے جس ڈھنگ سے پرماتما۔ ایشور یا خدا کو لوگوں کے سامنے رکھا۔ وہ شستروں کا پرماتما تھا۔ یدھ درتی کا ایشور تھا۔ اور تیغ و تیر کا خدا تھا۔ صرف یہ ایک چیز ہی کافی ہے کہ ہم گورو گوبند سنگھ کے احسانوں کو نہیں بھول سکتے۔ کسی قوم پر سب سے بڑا احسان یہی ہے کہ اسے بہادری اور شجاعت کے جذبات سے بھر دیا جائے۔ یہی قومی زندگی کی بنیاد ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ "ظفر نامہ" نے ہمیں یہی جذبہ بخشا ہے۔

اور "ظفر نامہ" کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ مہاراج نے اسے جنگی طرز میں لکھا۔ ایران کے مشہور شاعر فردوسی کا "شاہنامہ" بھی اسی طرز میں ہے۔ "فعولن فعولن فعولن فعول" ——— رزمیہ نظمیں ایسی ہی طرز میں ہوں۔ تو طبیعت میں ولولے پیدا کرتی ہیں۔ اور خیالات میں جوش معلوم ہوتا ہے۔ کہ کلام لکھنے سے پہلے گورو صاحب نے یہ طرز منتخب کرنے پر خاص توجہ دی تھی۔ میں نے بھی اسی بحر میں اشعار لکھے ہیں۔ ترجمہ کرنے میں خاص خیال رکھا ہے کہ بیان کو پوری ترقی دوں۔ اور شعر کی روانی کو بھی اپنی جگہ پر رکھوں۔ مثلاً گورو صاحب نے کسی واقعہ کو صرف ایک شعر میں بیان کیا۔ تو میں نے اسے کھول کر بیان کرنے کے لئے تشریح کر دی۔ اور وہ بھی نظم ہی میں۔ اس سے آپ کو یہ سمجھنے میں مدد ملے گی۔ کہ انھوں نے کس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ میں نے انتہائی کوشش کی ہے کہ اس پہلو میں "ظفر نامے" کے کسی بھی شعر کو تشنہ نہ رہنے دوں۔ لیکن اس کتاب میں میں نے ان اشعار کو شامل نہیں کیا۔ جنہیں کسی شرارتی نے اپنی طرف سے ——— مہاراج کے جوتی جوت سمانے کے بعد ——— بڑھا کر "ظفر نامہ" کا حصہ بنا دیا تھا۔ یہ وہ تین یا دو اشعار ہیں۔ جن میں مہاراج کی زبان سے یہ کہلوایا گیا ہے۔ اورنگ زیب کو مخاطب کر کے کہ "بندہ چاکرم" (یعنی میں آپ کا نوکر ہوں)

ظاہر ہے کہ یہ محض جعل ہے۔ کیونکہ "ظفر نامہ" کے مضمون کی اصل سے یہ بالکل مطابقت نہیں رکھتے۔ گورو گوبند سنگھ تو اورنگ زیب کو جنگ کرنے کا چیلنج کر رہے تھے۔ اس قسم کی بات ان کی زبان سے قطعاً نہیں نکل سکتی تھی۔ نہ معلوم کس کمبخت نے یہ جعل کر کے اپنی پست فطرتی کا ثبوت دیا۔ میں نے ان مذموم اشعار سے کتاب کو داغدار نہیں ہونے دیا۔ کیونکہ گورو مہاراج کے کلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی یہ ناچیز تصنیف قدردان احباب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ———

ع :- گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

جالندھر یکم جنوری ۱۹۵۲ء

(ٹھاکر چند نادر)

روایات کئی ہیں - ایک سے ایک حیرت انگیز - ہر روایت اپنے ساتھ مختلف خیالات رکھتی ہے - چونکہ یہ روایات گورو گوبند سنگھ کے "ظفر نامہ" سے وابستہ ہیں - اس لئے ان کے معتقدوں کے قابلِ قبول ہو کر کئی غلط اشعار کی بھی حامل ہو گئیں - کئی لوگوں نے اصل اشعار پر اضافہ بھی کر دیا - اور اس طرح اس کی تاریخی حیثیت مسخ ہو کر رہ گئی - ادھر اس زمانہ میں جب گورو صاحب نے اسے لکھا - طباعت کا انتظام نہ ہونے پر یہ اپنی اصل صورت میں محفوظ بھی نہ رہ سکا - نسلاً بعد نسلاً جس طرح لوگوں کو زبانی یاد رہا - دو سو سال کے لمبے عرصہ کا سفر کرتا ہوا موجودہ صدی میں ہم تک پہنچا - اس کا سب سے پہلا سراغ اس وقت ملا جب سنہ ۱۹۲۲ء کے ماہ جولائی و اگست میں بنارس کے اخبار "ناگری پرچارنی پتر کا" میں ایک ہندو سکالر بابو جگن ناتھ داس کا ایک مضمون چھپا - جس میں انھوں نے انکشاف کیا - کہ تیس بتیس سال پہلے انھوں نے پٹنہ کے شہری ہر مندر کے پجاری یا مہنت بابا سمیر سنگھ صاحب کے پاس فارسی زبان میں لکھے ہوئے دو خط دیکھے - ایک تھا مہاراشٹر کے شیواجی مرہٹہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا - جو اورنگ زیب کے ساتھی مرزا راجہ جے سنگھ کے نام تھا - اور دوسرا خالصہ پنتھ کے جنم داتا گورو گوبند سنگھ کے ہاتھ کا لکھا ہوا خود اورنگ زیب کے نام - ان دونوں خطوط میں اورنگ زیب کو لعن طعن کی گئی تھی - کہ اس نے ہندوؤں پر اتنا ظلم کیوں روا رکھا ہوا ہے - بابو جگن ناتھ نے ان دونوں خطوط کی نقلیں اتاری تھیں یہ غالباً سنہ ۱۸۹۰ء کی بات ہے - گورو مہاراج کا خط فارسی نظم میں تھا -

شیواجی مرہٹہ بھی فارسی زبان کے ماہر تھے - ان کے خط کی نقل تو "ناگری پرچارنی پتر کا" میں شائع کر دی گئی - اور اس طرح وہ محفوظ ہو گیا - لیکن گورو گوبند سنگھ صاحب کے خط کی نقل بابو جگن ناتھ سے بھی ادھر ادھر ہو گئی - بابو جی فارسی کے شاعر بھی تھے - چنانچہ انھوں نے اپنی یادداشت سے کام لے کر گورو مہاراج کے خط کے اشعار قلمبند کر لئے - اور "پتر کا" میں چھاپ بھی دیئے - اس زمانہ میں پٹنہ کے کلکٹر ایک ادب نواز پنڈت راج بلبھ مصر تھے - انھوں نے اس نسخہ کو محفوظ رکھنے کے لئے اسے چھپوا لیا - کچھ عرصہ بعد بابو جگن ناتھ نے ایک قلمی نسخہ پنجاب میں سردار امراؤ سنگھ شیرگل مجیٹھیہ امرت سر کو ارسال کیا - جنھوں نے اسے خالصہ کالج امرت سر کی لائبریری کے حوالے کر دیا - لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا - کہ گورو مہاراج کا یہ خط پٹنہ کے ہرمندر صاحب کے مہنت صاحب کے پاس کیسے پہنچ گیا تھا - گورو تیغ بہادر کا پریوار کافی عرصہ پٹنہ شہر میں رہا تھا - گورو گوبند سنگھ صاحب کا جنم بھی اسی شہر میں ہوا تھا - ممکن ہے - کہ جب انھوں نے یہ خط لکھا ہو - اس کی ایک نقل اپنے کسی مِتر کو بھی بھیج دی ہو - اور وہ ہرمندر صاحب میں محفوظ کر لی گئی ہو -

ایک روایت یہ ہے کہ گورو مہاراج کے اس خط کی کئی دستی نقلیں ہو گئی تھیں۔ جنھیں ملک کے مختلف حصّوں میں پہنچا دیا گیا تھا۔ تاکہ لوگ انہیں پڑھیں۔ اور مسلم حکومت کے خلاف بغاوت کے لئے تیار ہو جائیں۔ ایک نقل ضلع راولپنڈی کے مقام گولڑا میں۔ ایک سیّد مسلم خاندان کے ہاں بھی محفوظ تھی۔ اس کا پتہ راولپنڈی کے ایک سکھ ڈاکٹر نے لگایا تھا۔ ایک دفعہ وہ اس خاندان کی ایک بوڑھی عورت کا علاج کرنے گیا۔ تو اُسے بتایا گیا کہ یہ عورت ہر ہفتے پرانے صندوق میں سے ایک کاغذ نکالتی ہے۔ اُسے پڑھتی ہے اور پھر بے ہوش ہو جاتی ہے۔ یہ کاغذ جب ڈاکٹر کو دکھایا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ گورو گوبند سنگھ کے فارسی میں لکھے ہوئے اس منظوم خط کی نقل ہے۔ جو انھوں نے اورنگ زیب کو بھیجا تھا گولڑا کے اس سیّد خاندان کے کوئی دو آدمی گورو گوبند سنگھ کی فوج میں بھرتی ہوئے تھے۔ نسلاً بعد نسلاً یہ خط اس خاندان کے پاس چلا آتا تھا کہتے ہیں کہ یہ دونوں سیّد گورو صاحب کے ساتھ حیدر آباد دکن بھی گئے تھے۔ عورت نے اس خط کو بطور تبرّک رکھا ہوا تھا۔ وہ اسے پڑھ کر جلال میں آجایا کرتی تھی۔ سکھ ڈاکٹر نے اس واقعہ کا ذکر کئی دوستوں اور رشتہ داروں سے کیا تھا۔ یہ ۱۸-۱۹۱۷ء کی بات ہے۔ تھوڑے دن ہوئے۔ لدھیانہ کے ایک سکھ دوست مجھے جالندھر میں ملے۔ انھوں نے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا تھا۔ "ظفر نامہ" کا ایک حصّہ ایک قلمی دسم گرنتھ میں بھی موجود ہے۔ جو فارسی حروف میں لکھا ہوا ہے۔

بہر حال اس میں کوئی شک نہیں۔ اور یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ سنہ ۱۷۰۲ء سے لے کر سنہ ۱۷۰۴ء تک کے عرصہ میں گورو گوبند سنگھ صاحب نے اورنگ زیب کے خلاف جو لڑائیاں لڑیں۔ انھوں نے اس "ظفرنامہ" کو ترتیب دینے میں بڑا کام کیا۔ اس کی ابتدا سنہ ۱۷۰۲ء میں ہی ہو چکی تھی۔ اپنے پتا گورو تیغ بہادر کی شہادت کے بعد جب گورو صاحب نے اورنگ زیب سے بدلہ لینے اور شمالی ہندوستان میں ایک بہادر فوج تیار کر کے اس کی سلطنت کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ تو پہلا قدم انھوں نے یہ اُٹھایا۔ کہ اپنی طاقتوں کو جمع کرنے کے لئے انند پور ضلع ہوشیار پور میں ہیڈ کوارٹر بنایا۔ دوسری سرگرمیوں کے پہلو بہ پہلو انھوں نے پنجابی۔ ہندی۔ سنسکرت اور فارسی کے ۵۲ سکالر اپنے ہاں بلا لئے۔ ان میں کئی شاعر بھی تھے۔ یہ سب جنگی لٹریچر مرتب کرنے پر لگ گئے۔ گورو مہاراج خود بھی بلند پایہ شاعر تھے کئی زبانوں میں انھوں نے نظم و نثر کی کتابیں لکھیں۔ فارسی کلام بھی اسی زمانہ میں لکھنا شروع کر دیا تھا۔ ان ۵۲ ادیبوں میں فارسی کے شعرا بھی تھے بھائی نند لال کو اُن میں ممتاز درجہ حاصل تھا۔ اور وہ گورو مہاراج کے بہت قریب تھے۔ ایک تاریخی کتاب میں لکھا ہے کہ بھائی نند لال کے بغیر گورو مہاراج کھانا بھی نہ کھاتے تھے۔ اُن سے بہت پریم کرتے تھے۔ اور اُن کی عزت بھی۔ جب بھائی جی دربار میں آتے۔ تو گورو مہاراج اُن کے سواگت کے لئے کھڑے ہو جاتے۔

یہ مجلس شعرا "ظفرنامہ" کی ابتدا کا باعث بنی۔ بہت سے اشعار اسی زمانہ میں لکھے گئے تھے لیکن وہ دست برد زمانہ میں ضائع ہو گئے۔ یہ حادثہ ۱۱ مئی سنہ ۱۷۰۳ء اور جنوری سنہ ۱۷۰۴ء کے درمیانی وقفہ میں ہوا۔ جب گورو مہاراج کی فوج انند پور میں محصور ہو گئی تھی۔ لیکن اورنگ زیب کے فوجی سرداروں اور پہاڑی راجاؤں کے حملوں کے باوجود شہر کا محاصرہ نہیں ٹوٹا تھا۔ شاہی فوجوں کو جب کامیابی نہ ہوئی۔ تو اورنگ زیب نے ایک پیغام صلح بھیجا۔ جو قسم قرآن کی قسموں سے پُر تھا۔ اُس کے ایلچیوں نے بھی کئی قسمیں کھائیں۔ اور تحریر

لکھ کر گورو مہاراج کو دی کہ مزید حملہ نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ اس قرارنامہ کے مطابق آپ انند پور سے نکلے۔ مگر دشمن نے وعدہ شکنی کی اور آن پر حملہ کر دیا۔ اس موقعہ پر گورو مہاراج کا بہت سا سامان لٹ گیا۔ بیش بہا علمی خزانہ اور بے شمار قلمی مسودے اور نسخے سرسہ ندی کو پار کرتے وقت دریا میں بہہ گئے۔ تمام خاندان بکھر گیا۔ تمام سکھ بکھر گئے۔ بزرگ ماتا گوجری اور دو چھوٹے صاحبزادے گنگو نامی برہمن ملازم کی غداری کی وجہ سے فتح گڑھ صاحب میں مسلم حکمرانوں نے گرفتار کر لئے۔ کچھ عرصہ خود گورو مہاراج کو بھی چمکور کی ایک حویلی میں محصور رہنا پڑا۔ اور پھر محصور کرنے والوں کا مردانہ وار مقابلہ کر کے آپ یہاں سے بھی صحیح سلامت نکل گئے۔

جو قلمی مسودے سرسہ ندی کی نذر ہو گئے۔ ان میں "ظفرنامہ" بھی تھا۔ کئی محققین کو اس سے اختلاف ہے۔ لیکن اس کے پہلے تیرہ اشعار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ انند پور میں ہی لکھے گئے تھے۔ ان میں گورو مہاراج نے اورنگ زیب کو مخاطب کر کے اس کی پدر آزاری اور برادر کشی کا ذکر کیا ہے۔ مہاراشٹر اور راجپوتانہ میں اس کی شکستوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور پھر دعوٰے کیا ہے۔ کہ میں نے آبِ آہن (لوہے کے پانی) سے پنجاب لوگوں کو خالصہ بنایا ہے۔ یعنی انہیں امرت چھکا کر بہادر بنا دیا ہے۔ اب تمہاری شکست قریب ہے۔ چودھویں شعر میں اپنے دونوں چھوٹے صاحبزادوں کی شہادت کا ذکر کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ شعر چمکور صاحب کے معرکے کے بعد لکھا گیا تھا۔ لیکن "ظفرنامہ" کے پہلے حصے کی تکمیل ماچھی واڑہ میں ہوئی۔ اور دوسرے حصہ کی تکمیل رودپٹہ کے علاقہ میں واقع ایک مقام قصبہ کانگڑ میں ہوئی۔ "ظفرنامہ" کے کل ۱۳۵۔ اشعار ہیں۔ انہیں قلمی شکل میں مرتب کر کے گورو مہاراج نے ایک سکھ بھائی دیا سنگھ کے حوالے کیا۔ جس نے جیسے تیسے دکن میں جا کر اورنگ زیب تک پہنچایا۔ ان دنوں اورنگ زیب وہاں گیا ہوا تھا۔ اس کی زندگی ویسے بھی ختم ہو رہی تھی۔ گورو مہاراج کے اس مراسلہ کے مطالعہ سے وہ بہت نادم ہوا۔ کیونکہ پنجاب میں اس کی فوج کے پاؤں اکھڑ چکے تھے۔ اور اس کی سلطنت کی بنیادیں گر رہی تھیں۔ بندا بہادر نے اپنے فوجی کارناموں اور انجام کار اپنی عسکری بازی سے اورنگ زیبی ظلم و ستم کا بھی خاتمہ کر دیا تھا۔

گورو گوبند سنگھ کا فارسی کلام پختہ کاری کا نادر نمونہ ہے۔ عروض کی غلطی ان میں نہیں ہو سکتی۔ لیکن طبع شدہ کئی نسخوں میں حیرت انگیز غلطیاں ہیں۔ مثلاً "قسم" کے "س" کو ساکن لکھا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بالفتح ہے یعنی اس پر زبر ہے۔ دیوار کی "و" حذف کر دی گئی ہے۔ آزار کو ازار باندھا گیا ہے۔ قرآن کی "ر" متشدد ہے۔ مگر اسے اس شکل میں نہیں باندھا گیا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جن احباب نے اپنی یادداشت سے کام لے کر شروع شروع میں ان اشعار کو کاغذ پر لکھا۔ وہ علم عروض سے واقف نہ تھے۔ اس لئے غلطی کر گئے۔ اگر وہ الفاظ کو ذرا آگے پیچھے کر دیتے۔ تو یہ سقم نکل جاتا۔ گورو مہاراج نے تو سارے کے سارے اشعار تقطیع و اوزان کے مطابق صحیح لکھے تھے۔ مگر زمانے کے ناموافق حالات نے انہیں غلط شکلیں دے دیں۔ اپنی دانست کے مطابق میں نے الفاظ کو آگے پیچھے کر کے یہ سقم دور کر دیئے ہیں میرا دعوٰے ہے کہ اس کتاب میں "ظفرنامہ" کے اشعار کی شکل و صورت وہی ہے۔ جس میں گورو گوبند سنگھ کی زبان سے نکلے تھے۔

محققین نے "ظفر نامہ" کے ۲۱ ویں شعر کا صرف ایک مصرعہ بتایا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ دوسرا مصرعہ نہیں ملتا۔ لیکن یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ گورو مہاراج نے اسے ادھورا چھوڑ دیا ہو۔ میں نے ایک قلمی مسودہ میں اس شعر کے دونوں مصرعے دیکھے ہیں۔ اس لئے اس کتاب میں آپ ۲۱ ویں شعر کو مکمل پڑھیں گے۔

فارسی ہمارے ملک کی زبان نہیں۔ نئے آئین کی رو سے شاید ہم اسے محفوظ نہ رہ سکیں۔ لیکن چونکہ گورو گوبند سنگھ صاحب کا اصل "ظفر نامہ" فارسی میں ہے۔ اس کے مسلسل مطالعہ سے ہم جوش زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہمیں فارسی زبان سے کٹ جانا کبھی گوارا نہیں کرنا چاہیئے۔ گورو صاحب کی زبانِ مبارک سے نکلا ہوا یہ کلام ایک طرح کا آبِ حیات ہے۔ اس کے قطرات ہماری قوم کے لبِ خشک پر ہمیشہ گرتے رہیں۔ اس تمنا کے ساتھ میں نے گورو صاحب کے "ظفر نامہ" کا یہ منظوم ترجمہ کیا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ جو بھی اسے ایک بار پڑھے گا۔ اس کی رگوں میں خون کبھی ٹھنڈا نہیں ہوگا۔

نانک چند ناز

جالندھر۔ ۱۵ مارچ ۱۹۵۳ء

ظفرنامہ
(ظ)
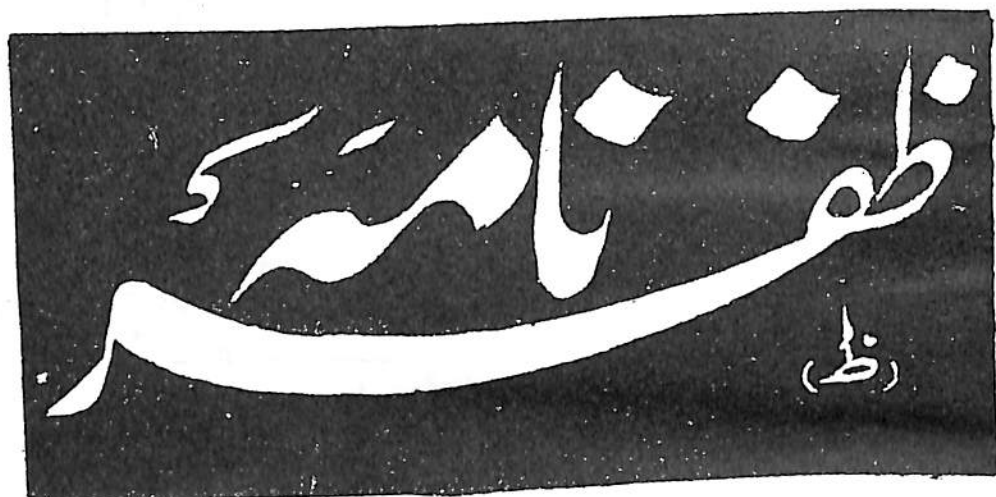
گورو مہاراج کے شعر:-

(۱) بنام خداوندِ تیغ و تبر
خداوندِ تیر و سنان و سپر

معنے:-

بنام ——— قسم ہے
خداوندِ ——— مالک
تیغ و تبر ——— تلوار اور چھرا
سنان ——— نیزہ

تشریح:-

گورو گوبند سنگھ نے اورنگ زیب کے نام خط کا آغاز کرتے وقت مختلف ہتھیاروں کی قسم کھائی ہے۔ یہ اُن کی بہادری اور جوش کی علامت ہے۔

۱- خُداوندِ تیغ و تبر کی قسم — کمان و سنان و سپر کی قسم

۲- قسم خنجرِ سینہ در کی قسم — قسم پنجۂ شیرِ نر کی قسم

۳- قسم تیر کی تیز تلوار کی — قسم تیز تلوار کے وار کی

۴- قسم دستۂ تیغ خوں بار کی — قسم ناوکِ تیز رفتار کی

۵- قسم خُون کی خُون کی دھار کی — قسم تیز سے تیز ہتھیار کی

۶- رہِ حق میں بہتے لہُو کی قسم — شجاعت کے جوشِ نمُو کی قسم

۷- قسم ہر پڑاؤ کی میدان کی — قسم مجھ کو کھنڈے کی کرپان کی

۸- قسم صادقِ باصفا کی قسم — شہیدانِ راہِ وفا کی قسم

۹- بہادر جوانوں کے دِل کی قسم — اُبلتے ہُوئے آب و گِل کی قسم

۱۰- قسم اُن کی مر کر جو پائیں حیات — قرار و قیام و سکون و ثبات

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۲) خداوندِ مردانِ جنگ آزما

خداوندِ اسپانِ پا در ہوا

معنے :-

مردانِ ——— بہادر لوگ
جنگ آزما ——— لڑائی کرنے والے
اسپان ——— گھوڑے (اسپ، گھوڑا)
پا ——— پاؤں
در ہوا ——— ہوا میں (یعنی ہوا میں اڑنے والے)

تشریح :-

اِس شعر میں گورو گوبند سنگھ نے بہادر لوگوں، لڑائی میں کام آنے والوں جانیں قربان کرنے والے شہیدوں اور میدانِ جنگ میں تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی تعریف کی ہے اور اُن کی قسم کھائی ہے۔

۱۱- کھلا اُن کے نعروں سے بابِ نجات — شجاعت پہ صدقے ہوئی کائنات

۱۲- قسم جانفروشوں کے اقدام کی — اس اقدام کی۔ اس کے انجام کی

۱۳- گرجتے ہیں میدان میں شیرِ نر — کہ بجلی کا آواز میں ہے اثر

۱۴- زمیں ہو گئی جن سے زیر و زبر — اُڑی خاکِ پا جن کی افلاک پر

۱۵- قسم اُن لڑائی کے نیتاؤں کی — قسم ایسے نیتاؤں کی ماؤں کی

۱۶- جو دنیا میں جنگ آزما ہو گئے — بہشتِ بریں کے خدا ہو گئے

۱۷- قسم اُن خداؤں کے اعمال کی — بلندی کی عظمت کی اقبال کی

۱۸- قسم اُن کے جوشِ طلب کی قسم — زمانے میں جینے کے ڈھب کی قسم

۱۹- وہ گھوڑے جو میداں میں لڑتے رہے — شرر جن کی آنکھوں سے جھڑتے رہے

۲۰- زمیں پر قدم جن کے اُڑتے نہیں — کبھی جن کے دم بھی اکھڑتے نہیں

گورُو مہاراج کے اشعار:۔

(۳) ہماں کو تُرا پادشاہی بداد

بما دولتِ دیں پناہی بداد

معنے:۔

ہماں	اُس نے
کو (کہ او)	جس نے کہ
تُرا	تجھے
پادشاہی	راج
بداد	دیا
بہ ما	ہم کو ہمیں
دولتِ	اختیار۔ دولت
دیں پناہی	دھرم کی رکھشا

تشریح:۔

جس خُدا نے تجھے حکومت بخشی۔ راجہ بنایا۔ اُس نے ہمیں یہ بَل دیا۔ طاقت دی۔ کہ ہم دھرم کی رکھشا کریں حق اور صداقت کا جھنڈا بلند رکھیں۔

۲۱- فلک جن کی آواز سے ڈر گیا ‏ عدو جن کے انداز سے ڈر گیا

۲۲- ہمیشہ جو آگے ہی بڑھتے رہے ‏ جو دشمن کی ہر صف پہ چڑھتے رہے

۲۳- نکل جائیں دریا کو جو چیر کر ‏ پہاڑوں پہ آساں ہو جن کو سفر

۲۴- جنھیں کر دے تیغوں کا ٹکراؤ مست ‏ لہو کا جنھیں کر دے کھولاؤ مست

۲۵- لگام ایسے گھوڑوں کی کھینچیں جو ہات ‏ نہ کیوں ان کے قبضے میں ہوں شش جہات

۲۶- سوار ان پہ ہوتے ہیں جب شیر ببر ‏ تو پڑ جاتی ہے کہکشاں میں لکیر

۲۷- قسم ایسے گھوڑوں کی رفتار کی ‏ قسم ایسے گھوڑوں کے سردار کی

۲۸- قسم اس کی ان سب کا ہے جو خدا ‏ قسم اس کی جو ہے مرا آسرا

۲۹- قسم اس خدا کی کہ جس نے تجھے ‏ حکومت کے ساماں عطا کر دیے

۳۰- بنایا تجھے ملک کا بادشاہ ‏ پڑی تجھ پہ فضل و کرم کی نگاہ

گورُو مہاراج کے اشعار :-

(۴) تُرا ترکتازی بہ مَکر و رَیا
مَرا چارہ سازی بہ صِدق و صَفا

معنے :-

تُرا ———— تجھے
ترکتازی ———— لُوٹ مار کرنا
مکر و رَیا ———— فریب۔مکر۔دھوکا
مَرا ———— مجھے
چارہ سازی ———— چارہ کرنا۔علاج کرنا
صِدق و صَفا ———— سچائی

تشریح :-

تُو مکر و فریب سے کام لے کر لُوٹ مار کرتا ہے۔ اور ہم اس کا جواب سچائی سے دیتے ہیں۔ ہمارے پاس سچائی سے علاج کرانے کا طریقہ ہے۔

۳۱۔ مگر اُس کی ہستی سے مُنکر ہے تُو — ہے برہم اِسی واسطے چار سُو

۳۲۔ تجھے خوف کچھ اُس خدا کا نہیں — تجھے پاس صدق و صفا کا نہیں

۳۳۔ ریاکاریاں تیری فطرت میں ہیں — سیہ کاریاں تیری عادت میں ہیں

۳۴۔ ریاکاریاں ہر عمل میں ترے — گناہوں کے دفتر عمل میں ترے

۳۵ فریب اور دغا تیری ہر بات میں — فساد اور فتنہ تری ذات میں

۳۶۔ کیا ایکھ کے وعدہ مری فوج سے — کہ ہوں گے مزاحم نہ ہم آپ کے

۳۷۔ نکل جائیں گے اپنے قلعے سے ہم — نہ ہوگا کوئی ہم کو حملے کا غم

۳۸ مگر تم نے قول اپنا توڑا ہے خود — سر اپنی حکومت کا پھوڑا ہے خود

۳۹۔ کیا تم نے حملہ مری فوج پر — وہ حملہ جو آخر ہوا بے اثر

۴۰۔ تو وعدہ خلاف اور پیماں شکن — تو بے اعتبار اور دریدہ دہن

گوبند مہاراج کے اشعار:-

(۵) نہ زیبد ترا نامِ اورنگ زیب
زِ اورنگ زیباں نہ یابد فریب

معنی:-

نہ زیبد ——— زیب نہیں دیتا
ترا ——— تجھے
اورنگ زیباں ——— بادشاہوں-راجوں
یابد ——— حاصل ہونا
فریب ——— دھوکا

تشریح:-

تجھے اورنگ زیب کا نام زیب نہیں دیتا۔ تو اس قابل نہیں کہ تیرا نام اورنگ زیب رکھا جاتا۔ کیونکہ تختِ شاہی کو زیب دینے والوں (راجوں) سے یہ ممکن نہیں۔ کہ وہ کسی سے دھوکا کریں۔

۴۱- یہی مکر کا آخر انجام ہے	کہ لعنت ہے مکّار پر پے بہ پے

۴۲- مگر دی خُدا نے وُہ دَولت ہمیں	کہ حاصل ہُوئی اس کی قُربت ہمیں

۴۳- ملی دینِ حق کو ہمیں سے پناہ	ہمیں نے دِکھائی صداقت کی راہ

۴۴- ہے صِدق و صفا اپنے ہر کام میں	ہے مہر و وفا اپنے ہر کام میں

۴۵- سچائی سے ہم مُڑ جاتے نہیں!	قدم راہ میں لڑکھڑاتے نہیں

۴۶- ترا نام ہے گرچہ اورنگ زیب	مگر اس میں پنہاں ہے مکر و فریب

۴۷- تجھے نام یہ زیب دیتا نہیں	ہیں اُونچے بہت تاج و تخت و نگیں

۴۸- مُقدر میں ہے جن کے تختِ شہی	قریب اُن سے مُمکن نہیں ہے کبھی

۴۹- مجھے تُو نے آہستہ دھوکا دیا	مگر ان کے شایانِ ستہ دھوکا دیا

۵۰- نہ حیثیت اپنی رہی تجھ کو یاد	نہ تھی شانِ تختِ شہی تجھ کو یاد

گورُو مہاراج کے اشعار :-

(۶) تَسبیحت از سُبحہ و رِشتہ بیش

کزاں دانہ سازی وزاں دامِ خویش

معنے :-

تَسبیحت	تیری تسبیح
سُبحہ	منکا
رِشتہ	دھاگا
بیش	زیادہ
کزاں	کہ اُس سے
وزاں	اور اُس سے
دامِ خویش	اپنا جال

تشریح :-

تیری تسبیح کیا ہے اورنگ زیب! دھاگے اور منکے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ تو اس سے اپنے جال کے دانے تیار کرتا ہے۔ اور شکار پھانستا ہے۔ یعنی دنیا کو دکھانے کے لئے تسبیح ہاتھ میں رکھ کر پھیرتا ہے۔ دراصل عبادت خدا سے تجھے کوئی واسطہ نہیں۔

۵۱- تو ہاتھوں میں تسبیح کہتا ہے کیا   حق و باطل اس کا پرکھتا ہے کیا

۵۲- مجھے اس کا سب حال معلوم ہے   ترا دل صداقت سے محروم ہے

۵۳- رچا تو نے مذہب پرستی کا ڈھونگ   یہ ہے تری مغرور ہستی کا ڈھونگ

۵۴- نہیں ہے یہ تسبیح اک جال ہے   یہ طاقت نہیں مکر ہے چال ہے

۵۵- حقیقت میں دھوکے کی ٹٹی ہے یہ   تری عقل پر ایک پٹی ہے یہ

۵۶- یہ منکے بھی عیار تیری طرح   یہ دھاگا بھی مکار تیری طرح

۵۷- نئے ڈھب کے فتنے اٹھاتا ہے تو   نئے ڈھب کے پھندے بناتا ہے تو

۵۸- نمایاں ہوئے تیرے افعالِ بد   خدا کی خدائی سے ہے تجھ کو کد

۵۹- ہے غالب اثر تجھ پہ شیطان کا   کیا نام بدنام انسان کا

۶۰- تو بنتا ہے جال اپنی تسبیح سے   ہے واقف خدا اس کی تشریح سے

گورُو مہاراج کے اشعار :-

(۷) تُو خاکِ پدر را بہ کردارِ زِشت
بہ خُونِ برادر بدادی سرشت

معنے :-

خاکِ پدر	اپنے باپ کی مٹی
کردار	عمل۔ اخلاق
زِشت	بُرا
خُونِ برادر	بھائی کا خون کیا
سرشت	خصلت

تشریح :-

اے اورنگ زیب! تو بڑا گنہگار ہے۔ کہ اپنے باپ کو قید کر کے اُس کی مٹی خراب کی۔ اور اپنے بھائیوں کو ہلاک کر کے اپنی سرشت میں اُن کا خون داخل کیا۔ تجھ پر کیا اعتبار؟

۶۱- کیا اپنے والد کو تو نے اسیر　　سعادت دکھائی ہے کیا بے نظیر

۶۲- ترے دل میں عزت نہیں باپ کی　　بڑی ہے نشانی یہی پاپ کی

۶۳- کیے اپنے بھائی بھی تو نے ہلاک　　یہی زندگی بھر اڑائی ہے خاک

۶۴- ٹپکتا ہے دانتوں سے تیرے لہو　　درندوں کی مانند ہے تیری خو

۶۵- نگاہوں میں پنہاں ہوس ناکیاں　　اشاروں میں پوشیدہ چالاکیاں

۶۶- جسے اپنے گھر کا نہ کچھ پاس ہو　　خدا کا اسے خاک احساس ہو

۶۷- لہو باپ کا ہڈیاں بھائی کی　　انہیں سے تری عیش منزل بنی

۶۸- ترا گھر نہیں گھر ہے شیطان کا　　یہ آئینہ ہے تیرے ایمان کا

۶۹- ٹپکتا ہے دیوار و در سے لہو　　قدم سے لہو اور سر سے لہو

۷۰- یہاں خوش روی خوش اساسی نہیں　　خدا ترسی و حق شناسی نہیں ہے

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۸) وزاں خانۂ خام کردی بنا
برائے درِ دولتِ خویش را

معنے :-

وزاں ———— اور اُس سے
خانۂ خام ———— کچا مکان
بنا کردی ———— بنایا۔ بنیاد رکھی
در ———— دروازہ
دولتِ خویش ———— اپنی حکومت

تشریح :-

اے اورنگ زیب! تو نے اپنے باپ کو قید اور بھائیوں کو ہلاک کر کے اپنے لئے حکومت کرنے کا ایک کچا مکان بنایا ہے۔ مگر اس کی بنیادیں جلد ہی گر جائیں گی۔

۷۱- اور اس ڈھب سے کرلی حکومت کھڑی　　تری مکر سازی ہے سب سے بڑی

۷۲- نہیں کچھ یہاں بغض و شر کے سوا　　عناد و فساد و شر کے سوا

۷۳- یگانوں کے بھی تو نے گھونٹے گلے　　عزیزوں پہ بھی تیرے خنجر چلے

۷۴- لیا اس طرح ہاتھ میں تخت و تاج　　ابھی آسماں پہ ہے تیرا مزاج

۷۵- برستی ہیں گھر پر ترے لعنتیں　　تجھے سوجھی ہیں تیری ہی شوکتیں

۷۶- بنا بنایا قتل و غارت سے گھر　　یہ بنیاد رکھی گئی خون پر

۷۷- اسی خون سے تو نے رنگے ہیں ہاتھ　　تڑپتے اسی خون میں ہیں اناتھ

۷۸- یہی خون اب تیری آنکھوں میں ہے　　کہ ہے خون آلودہ ہر ایک شے

۷۹- ذرا غیب سے سن یہ پیغام تو　　کہ تو نے پیا بھائیوں کا لہو

۸۰- ترا خانۂ خام گرنے کو ہے　　بہت جلد تقدیر پھرنے کو ہے

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۹) من اکنوں بہ افضالِ پُرشِ اکال
کُنم زِ آبِ آہن چُناں برشگال

معنے :-

من ———— میں
اکنوں ———— اب
افضال ———— فضل وکرم (فضل کی جمع)
پُرشِ اکال ———— خدا - پرماتما
کُنم ———— ہیں کرتا ہوں
زِ ———— سے
آبِ آہن ———— لوہے کا پانی
چُناں ———— ایسی
برشگال ———— بارش - برسات

تشریح :-

میں نے اب پرماتما کی کرپا سے اپنے سکھوں میں تازہ زندگی پیدا کر دی ہے - انہیں لوہے کا پانی یعنی — امرت — پلا دیا ہے اور اس لوہے کے پانی سے برسات ہونے لگ پڑی ہے -

۸۱- مگر میں کہ ہوں حق پہ ثابت قدم — مُیسّر خدا کا ہے فضل و کرم

۸۲- مگر میں کہ حق کا پرستار ہوں — خُدا کی مُحبت میں سرشار ہوں

۸۳- مگر میں کہ مظلوم کی ہوں پناہ — کروں ایک ظالم سے کیونکر نباہ

۸۴- اب اپنی کہانی سُناتا ہوں میں — حقیقت کے جلوے دکھاتا ہوں میں

۸۵ خُدا بھی قدیمی ہے وُہی ہے کمال — اُسی کی بقا کو نہیں ہے زوال

۸۶- کبھی ختم ہوتی نہیں اس کی ذات — دوامی ہے اُس کی مسلسل حیات

۸۷- اسی ذات کی مُجھ پہ بخشش ہوئی — بقا دینے والی نوازش ہوئی

۸۸- بہائی ہے میں نے وُہ امرت کی لہر — کیا جس نے سیراب گلزارِ دہر

۸۹- ہے اس لہر میں انقلابی جھلک — جو اُٹھی بڑھی تا بہ اوجِ فلک

۹۰- فلک سے ٹپکتے قطرے اس لہر کے — وہ آبِ حیات و بقا بن گئے

۹۱- جو لوہے کے بڑے برتن میں پانی بھرا — تو پانی میں لوہے کا کھنڈا دھرا

۹۲- ہلایا وہ کھنڈا جو میں نے ذرا — تو پانی میں لوہے کا جوہر کھلا

۹۳- نظر آئے قطرے مچلتے ہوئے — ابھرتے ہوئے اور اچھلتے ہوئے

۹۴- اِک اِک قطرہ دریائے جوش و خروش — اِک اِک موج طوفانِ محشر بدوش

۹۵- اِک اِک موج میں نعرۂ انقلاب — اِک اِک ذرّہ میں تابشِ آفتاب

۹۶- جب ان قطروں پر میں نے ڈالی نظر — تو دیکھا شجاعت کا اُن میں اثر

۹۷- جھلک اُس کی اِک جلوۂ زندگی! — ہر اِک جلوہ میں نورِ تابندگی

۹۸- ہویدا ہوئے زندگی کے نکات — یہ تھا آبِ آہن کہ آبِ حیات

۹۹- شجاعت کے عنوان پیدا ہوئے — جری، بیر، بلوان پیدا ہوئے

۱۰۰- چمن میں شگفتہ ہوا پھول پھول — گئی مُردنی تازہ کلیوں کو بھول

۱۰۱۔ اِس امرت سے برسات ہونے لگی — مُنہ افسُردہ کلیوں کے دھونے لگی

۱۰۲۔ اِس امرت سے اِک بُوند چڑیا نے پی — پکڑلی زباں اُس نے شہباز کی

۱۰۳۔ اِس امرت سے غُنچے شگفتہ ہوئے — عیاں اِس سے رازِ نہفتہ ہوئے

۱۰۴۔ اِس امرت سے مُردوں میں جان آگئی — ہر اِک شے نئی زندگی پاگئی

۱۰۵۔ اِس امرت سے طُوفان پیدا ہوئے — لڑائی کے میدان پیدا ہوئے

۱۰۶۔ اِس امرت سے رگ رگ میں دوڑا لہُو — ملی اِس سے ہر زندگی کو نمُو

۱۰۷۔ اِس امرت سے کرپان پیدا ہوئی — مری قوم کی شان پیدا ہوئی

۱۰۸۔ اِس امرت سے تلوار پیدا ہوئی — نگاہِ شرربار پیدا ہوئی

۱۰۹۔ اِس امرت سے شوقِ شہادت بڑھا — نشہ مر کے جینے کا سب کو چڑھا

۱۱۰۔ اِس امرت سے زندہ ہوا خالصہ — اُسے اِس سے آبِ بقا مِل گیا

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۱۰) کہ ہرگز ازاں چار دیوارِ شُوم
نشانی نماند۔ بریں پاک بُوم

معنے :-

ازاں ———— اس سے — اس برسات سے
شُوم ———— نحُوست
چار دیوار ———— چار دیواری۔ احاطہ۔ علاقہ
نشانی نماند ———— نِشان نہیں مِلتا
برایں پاک ———— اس مقدس برسات پر
بُوم ———— اُلّو

تشریح :-

اے اورنگ زیب! میں نے آبِ آہن (امرت) سے ایسی برسات کر دی ہے۔ کہ تیرے نحُوست بھرے گھر پر اس کے برسنے سے اب اُلّو باقی نہیں رہیں گے۔ تیرا ظلم وستم اب ختم ہو جائے گا۔

۱۱۱- ترے گھر کی یہ چار دیواریاں ٹپکتی ہیں جن سے ریاکاریاں

۱۱۲- اِس امرت سے دُھل کر چمک جائیں گی چراغاں سے بڑھ کر نظر آئیں گی

۱۱۳- اِس امرت میں شامل ہے پاکیزگی ضیا پاشیاں اِس پہ فردوس کی

۱۱۴- چھڑک دُوں اسے آ تیرے گھر پہ اگر تو ہو جائے انوار سے تر بہ تر

۱۱۵- نحوست تری دُور ہو جائے سب رہے مال و زر کی نہ تجھ کو طلب

۱۱۶- نہ سایہ رہے بخت پر بُوم کا تُو ہو جائے ہمدرد مظلُوم کا

۱۱۷- اُتر جائے خُونِ برادر ابھی کھلے تجھ پہ اخلاق کا در ابھی

۱۱۸- مرے آبِ آہن میں طاقت ہے یہ مری گفتگو میں صداقت ہے یہ

۱۱۹- کہ اِس سے تری آنکھ کھل جائے گی سیاہی بھی ماتھے کی مِل جائے گی

۱۲۰- مگر تیری قسمت میں امرت کہاں؟ کہ چھائی ہوئی ہیں ریاکاریاں

گورُو مہاراج کے اشعار :-

(۱۱) زِ کوہِ دکن تِشنہ کام آمدی
زِ میواڑ ہم تلخ جام آمدی

معنے :-

زِ	———	سے
کوہِ دکن	———	دکن کے پہاڑ
تِشنہ کام	———	بھُوکا۔ اسپھل۔ ناکام
آمدی	———	تُو آیا ہے
میواڑ	———	راجپوتوں کا دیش میواڑ
تلخ جام	———	مُنہ کڑوا کرکے۔ ناکام

تشریح :-

اے امنگ زیب! تُو کیا سنبھلے گا۔ تیری سلطنت ٹوٹ رہی ہے۔ تجھے دکن میں بھی شکست ہوئی ہے اور میواڑ کے راجپُوتوں نے بھی تیرا مُنہ موڑ دیا ہے۔ اب تیری تباہی کے دن آگئے ہیں۔

۱۲۱۔ تیری سلطنت اب ہے عشرت بدست / ترا دل ہے پھر بھی تشدد پرست

۱۲۲۔ تلا ہے بغاوت پہ ہندوستاں / مٹانے کو ہے تیرا نام و نشاں

۱۲۳۔ دکن کے وہ جنگ آزما مرہٹے / کہ دشمن کے سر جن کے ہاتھوں کٹے

۱۲۴ لڑائی میں مردانہ وار آ گئے / وطن کے بڑے جاں نثار آ گئے

۱۲۵۔ تری خود سری کو مٹانے لگے / تجھے دن کو تارے دکھانے لگے

۱۲۶۔ بڑھی جس طرف سیواجی کی سپاہ / کئے تیرے لشکر کے لشکر تباہ

۱۲۷۔ سنا تو نے جس وقت یہ ماجرا / دکن کی طرف بے تحاشا بڑھا

۱۲۸۔ غرض یہ تھی اُن کو کچل دے وہاں / بغاوت کا باقی نہ چھوڑے نشاں

۱۲۹۔ اسی وقت میواڑ بھی جاگ اُٹھا / ہر اک لب پہ تھا نام پرتاپ کا

۱۳۰۔ گرجنے لگی راجپوتوں کی قوم / وطن کے بہادر سپوتوں کی قوم

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۱۲) بریں سو چوں اکنوں نگاہت رود
کہ آں تلخی و تشنگیت ارود

معنے :-

بریں سو	اِس طرف پر
اکنوں	اب
نِگاہت	تیری نِگاہ
تلخی	گھبراہٹ۔ سختی
تِشنگی	پیاس

تشریح :-

اے اورنگ زیب! دکن اور میواڑ میں شکست کھانے کے بعد اب تو پنجاب کی طرف (اِس طرف) غضب کی نگاہیں اٹھا رہا ہے اور تلخی اور گھبراہٹ کے ساتھ کچھ سوچ رہا ہے۔ یہاں بھی تمہیں شکست ہی ہوگی۔

۱۳۱- وہ لشکر پہ تیر برسنے لگے — تجھے سانپ بن بن کے ڈسنے لگے

۱۳۲- تو دوڑا ادھر بھی کہ یہ پاجی پوت — چمٹنے لگے تھے تجھی بن کے بھوت

۱۳۳- مگر حوصلے ہو گئے تیرے پست — دکن اور میواڑ نے دی شکست

۱۳۴- دکن والوں نے دانت توڑے ترے — شجاعت کے پنجے مروڑے ترے

۱۳۵- تکبر ہوا دفن میواڑ میں — گئیں نخوت آرائیاں بھاڑ میں

۱۳۶- دکن سے پھرا ہے جو ناکام تو — تو میواڑ سے بھی بدانجام تو

۱۳۷- اب اِس جانب آنکھیں اٹھاتا ہے تو — ادھر دیکھ کے تلملاتا ہے تو

۱۳۸- نگاہوں میں تیری بھرا ہے غرور — تری عقل میں آ گیا ہے فتور

۱۳۹- لہو چاٹنے کی ہے عادت تجھے — ملی ہے درندوں کی خصلت تجھے

۱۴۰- نگاہوں کی تیری غضبناکیاں — دھری کی دھری رہ نہ جائیں یہاں

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۱۳) چناں آتشے زیرِ نعلت نہم
ز پنجاب آبت نہ خوردن دہم

معنے :-

چناں	اس طرح
آتشے	آگ
زیرِ نعلت	تیرے پاؤں تلے
آبت	تجھے پانی
زِ پنجاب	پنجاب سے
نہ خوردن دہم	نہ پینے دوں

تشریح :-

اگر تو پنجاب کی طرف آیا۔ تو تیرے پاؤں تلے وہ آگ رکھوں گا کہ تیرے لئے یہاں قیام کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ تیرے خلاف پنجاب کی بغاوت اتنی تیز ہو گی۔ اور میں تجھے پنجاب میں پانی تک نہ پینے دوں گا۔

۱۴۱۔ مگر سُن خدا کی اِس آواز کو — سمجھ لے حقیقت کے اِس راز کو

۱۴۲۔ اِرادہ بھی تیرا یہ بے سُود ہے — اِرادے کا مالک بھی مردُود ہے

۱۴۳۔ اگر میری جانب اُٹھائی نظر — کیا تُو نے برپا جو یہ تازہ شر

۱۴۴۔ اگر تُو نے پنجاب کا رُخ کیا — تو ہو جائے گا اِک محشر بپا

۱۴۵۔ دَھری ہی رہیں گی یہ عیّاریاں — بجھیں گی تِرے دِل کی چِنگاریاں

۱۴۶۔ چھٹی کا تجھے دُودھ یاد آئے گا — کچھ ایسا تُو مجبُور ہو جائے گا

۱۴۷۔ کہ ممکن نہ ہو گا ٹھہرنا یہاں — اگر ہو گا ممکن تو مَرنا یہاں

۱۴۸۔ مِلے گا نہ پانی بھی پنجاب سے — تُو جائے گا پیاسا ہی تالاب سے

۱۴۹۔ تِرے پاؤں کے نیچے چِنگاریاں — کچھ ایسی رکھوں گا کہ نِکلے گی جاں

۱۵۰۔ نہ قائم رہے گی تِری سلطنت — اُٹھے گی تِقَلّب کی اِک روز چھت

گورو مہاراج کے اشعار:-

(۱۴) چہ شد گر شغالے بہ مکر و ریا

ہمیں کشت دو بچۂ شیر را

چوں شیر ژیاں زندہ ماند ہمے

ز تو انتقامے ستاند ہمے

معنے:-

شغالے	گیدڑ
دو بچہ شیر	میرے دو صاحبزادے
ہمیں کشت	ہلاک کرڈالے
شیر ژیاں	بہادر شیر
انتقام	بدلہ
ستاند	لے گا

تشریح:-

اگر ایک گیدڑ مکر و فریب سے شیر کے دو بچوں کو ہلاک کردے۔ تو وہ شیر زندگی بھر بدلہ لینے کا خیال نہیں چھوڑتا۔ یعنی اگر وہ زندہ رہیگا تو گیدڑ کو ضرور ہلاک کردے گا۔ گورو مہاراج نے اپنے دونوں صاحبزادوں کی شہیدی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۱۵۱۔ لڑائی میں تو ہے شغالوں سے کم — نہ ٹھہرے گا میداں میں تیرا قدم

۱۵۲۔ ہوا کیا جو گیدڑ کا مکر و ریا — کسی جنگ میں اُس کے کام آ گیا

۱۵۳۔ کئے گرچہ دو شیر نادے سے ہلاک — گئے اس کے دھوکے سے وہ زیرِ خاک

۱۵۴۔ مگر یہ بھی قدرت کا قانون ہے — بدلتی نہیں اُس کی کوئی بھی شے

۱۵۵۔ کہ وہ شیر زندہ رہے گا اگر — تو چھوڑے گا گیدڑ کا سر پھوڑ کر

۱۵۶۔ نہ کیوں ہو مجھے خوابِ راحت حرام — کہ لینا ہے تجھ سے ابھی انتقام

۱۵۷۔ مِرے سنے تجھے چنوائے دیوار میں — گیا بخت خود تیرا ادبار میں

۱۵۸۔ نہ چھوڑوں گا میں تجھ کو زندہ کبھی — قسم کھائی ہے اپنی کرپان کی

۱۵۹۔ مِلانا ہے مٹی میں نام و نشاں — جلانا تعصب کا ہے آشیاں

۱۶۰۔ تیرا ذکر ہوگا تو نفرت کے ساتھ — مرا نام ہوگا تو عزت کے ساتھ

گورو مہاراج کے اشعار:-

نہ دیگر گرائم بہ نامِ خُدات — کہ دیدم خُدا و کلامِ خُدات

بہ سوگندِ تو اعتبارے نہ ماند — مرا جُز بہ شمشیر کارے نہ ماند

توئی گرگِ باراں کشیدہ اگر — نہم نیز شیرے زِ دامے بدر

معنے:

خُدات ———— تیرا خُدا

بہ سوگندِ تو ———— تیری قسم پر

جُز ———— بغیر

گرگِ باراں کشیدہ ———— بوڑھا چالاک بھیڑیا

نہم ———— رکھتا ہوں

زِ دامے بدر ———— جال سے باہر، آزاد

تشریح:

تیرے بار بار خُدا کا نام لینے سے مَیں دھوکا نہیں کھا سکتا۔ نہ تیرے خُدا کا نام لے کر پُکار کرتا ہُوں۔ مَیں نے تیرا خُدا اور تیرے خُدا کی کتاب دیکھ لی ہے۔ تیری قسم پر مجھے اعتبار نہیں اور اب تلوار اُٹھائے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں۔ اگر تو چالاک اور مکّار بھیڑیا ہے تو مَیں نے تیرے لئے شیر رکھے ہوئے ہیں۔

۱۶۱- نہ ذکرِ خدا کر مرے سامنے — بھرم کھو دیا تیرے اسلام نے

۱۶۲- لیا دیکھ میں نے خدا بھی ترا — کلامِ خدا بھی لیا آزما

۱۶۳- رہا ہے ترے لب پہ نامِ خدا — کہاں تو کہاں یہ کلامِ خدا

۱۶۴- نہیں تیری قسموں پہ کچھ اعتبار — ترے قول میں ہے ثبات نہ قرار

۱۶۵- قسم بھی تری ہے سراسر دروغ — دروغ ایسا جس کو کہیں بے فروغ

۱۶۶- مرا کام تلوار اٹھانا ہے اب — مزا سرکشی کا چکھانا ہے اب

۱۶۷- بجز اس کے چارہ نہیں کوئی اور — خدا کا اشارہ نہیں کوئی اور

۱۶۸- اگر تو ہے جنگ آزما بھیڑیا — اگر جنگ کا تجھ کو ہے تجربہ

۱۶۹- اگر شوق تجھ کو لڑائی کا ہے — سلیقہ نبرد آزمائی کا ہے

۱۷۰- تو شیر ژیان ہیں مرے پاس بھی — جو زندہ نہ چھوڑیں گے تجھ کو کبھی

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۱۹) اگر باز گفت و شنیدت بہ ماست نمائیم ترا جادۂ پاک و راست

(۲۰) بہ میداں دو لشکر صف آرا شوند ز دوری بہم آشکارا شوند

(۲۱) میانِ دو ماند دو فرسنگ راہ چوں آراستہ گرد دایں رزم گاہ

معنے :-

بار ———— پھر
گفت و شنیدت ———— تیری بات چیت
نمائیم ———— بتاؤں
جادۂ پاک ———— سیدھی راہ
صف آرا ———— ایک دوسرے کے مقابلے میں
آشکارا شوند ———— آمنے سامنے آئیں
فرسنگ راہ ———— دو فرلانگ کا فاصلہ

تشریح :-

اگر تو ہمارے ساتھ بات چیت کرنا چاہے۔ تو ہم تجھے سیدھی راہ دکھائیں گے ہمارے دونوں کے لشکر میدان میں آمنے سامنے اتریں۔ اور لڑائی شروع ہو۔ مجھے یقین ہے کہ تمہاری شکست ہو جائے گی ۔

۱۷۱۔ مگر رحم پھر تجھ پہ کھاتا ہوں میں — صداقت کے جوہر دکھاتا ہوں میں

۱۷۲۔ اگر چاہتا ہے تو گفت و شنید — تو میں کھول دیتا ہوں باب اُمید

۱۷۳۔ راہِ راست آخر دکھاؤں گا میں — تجھے حق پرستی سکھاؤں گا میں

۱۷۴۔ مناسب ہے اب یہ ہمارے لئے — ملاقات ہو کچھ اِس انداز سے

۱۷۵۔ اُتر آئیں افواج میدان میں — جمالیں وہاں اپنی اپنی صفیں

۱۷۶۔ رہے فاصلہ دونوں کے درمیاں — بہیں بیچ میں خون کی ندیاں

۱۷۷۔ صفیں باندھ کر دونوں لشکر لڑیں — مری فتح و نصرت کے جھنڈے گڑیں

۱۷۸۔ یقیں ہے مجھے اپنی تلوار پر — ترے لشکروں کے اتارے گی سر

۱۷۹ کہ صدق و صفا ہیں مرے پاسباں — کہ مکر و ریا ہیں ترے آستاں

۱۸۰۔ خدا ہے صداقت کا میرا خدا — مگر تو ہے پروردہ شیطان کا

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۲۲) ازاں پس درآں عرصۂ کارزار — مَن آیم بہ نزدِ تو با دو سوار

(۲۳) تو از ناز و نعمت ثمر خوردہ — زِ جنگی جواناں نہ بر خوردہ

معنے :-

ازاں پس	اس کے بعد
عرصۂ کارزار	میدانِ جنگ
من آیم	مَیں آؤں
ثمر خوردہ	فایدے اٹھائے
جنگی جواناں	فوجی سپاہی

تشریح :-

اِس کے بعد میں دو سواروں کے ساتھ تیرے پاس آؤں گا اور تجھے لڑائی کا مزا چکھاؤں گا۔ تُو نے دُوسروں کو لُوٹ کر فایدے اُٹھائے ہیں اور خود ناز و نعمت سے پلتا رہا ہے۔

۱۸۱۔ ہے پھر اس کے بعد آرزو یہ مری — کہ لپٹی ہو تجھ سے تباہی تری

۱۸۲۔ اسی رزم گہ میں بلاؤں تجھے — سبق زندگی کا سکھاؤں تجھے

۱۸۳۔ سوار اپنے گھوڑے پہ آؤں وہاں — فلک کو پکڑ کر جھکاؤں وہاں

۱۸۴۔ مرے ساتھ ہوں صرف دو ہی سوار — وہیں گرم ہو عرصۂ کارزار

۱۸۵۔ مخاطب کروں اس طرح پھر تجھے — کہ ہے زورِ بازو تو آ سامنے

۱۸۶۔ کہاں ہیں ترے وہ کپٹ اور چھل — بہت کھا چکا اپنی نخوت کے پھل

۱۸۷۔ لیئے ناز و نعمت کے تو نے مزے — پیئے گھونٹ احباب کے خون کے

۱۸۸۔ دکھائیں بہت تو نے صیادیاں — غریبوں پہ ڈھائی ہیں بربادیاں

۱۸۹۔ بہایا ہے کیوں بے گناہوں کا خون — بھرا ہے ترے سر میں کیسا جنون

۱۹۰۔ تعصب کو سمجھا ہے دینِ خدا — یقیناً تو بندہ ہے ابلیس کا

گورو مہاراج کے اشعار:-

(۲۴) بہ میداں بیا خود بہ تیغ و تبر
مکُن خلقِ خلّاق زیر و زبر

معنے:-

بہ میداں ——— میدان میں
بیا خود ——— خود آ - آپ آ
تیغ و تبر ——— تلوار اور چھرے کے ساتھ
مکُن ——— نہ کر
خلقِ خلّاق ——— خدا کی مخلوق کو
زیر و زبر ——— برباد، تباہ - نیچے اُوپر

تشریح:-

اے اورنگ زیب اگر ہمت ہے۔ تو خود تلوار ہاتھ میں لے۔ اور مجھ سے لڑنے کے لئے میدان میں اتر۔ بے گناہ مخلوقِ خدا کو برباد نہ کر۔ لوگوں کا خون نہ بہا

۱۹۱۔ اُٹھا تیغ اور آپ میدان میں آ جوانمردہو نے کی ہمت دکھا

۱۹۲۔ دبا کر نہ رکھ اب لڑائی کا شوق گلے میں نہ ڈال اپنے لعنت کا طوق

۱۹۳۔ میں للکارتا ہوں کہ آ سامنے میں پھٹکارتا ہوں کہ آ سامنے

۱۹۴۔ ترے شور و شر کا ہے آج امتحاں دلِ فتنہ گر کا ہے آج امتحاں

۱۹۵۔ تو مکر و ریا کو بھلا کام میں تو جھوٹے خدا کو بھلا کام میں

۱۹۶۔ اب آرام لینے نہ دوں گا تجھے کیا ہے مقرر خدا نے مجھے

۱۹۷۔ اگر حوصلہ ہے تو آ سامنے خدا آشنا ہے تو آ سامنے

۱۹۸۔ کمر باندھ میرے مقابل میں آ نہ لے اپنے سر خونِ خلقِ خدا

۱۹۹۔ نہ ڈھا نسلِ انساں پر اتنا ستم نہ کر اس کو یوں مبتلائے الم

۲۰۰۔ نمونہ جو بنتا ہے انسان کا تو مظلوم کی آہ سے خوف کھا

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۲۵) کمالِ کمالات قائم کریم — رضا بخش و رازق رحاق و رحیم

(۲۶) امان بخش و بخشندہ و دستگیر — خطا بخش و روزی دہ دلپذیر

معنے :-

کمالِ کمالات	بہت کمالوں والا
قائم	نہ مٹنے والا
کریم	دیا کرنے والا
رضا بخش	بخشش کرنے والا
رازق	روزی دینے والا
رحاق رحیم	مہربان۔ رحمت کرنے والا
اماں بخش	شانتی دینے والا
بخشندہ	بخشنے والا
دستگیر	ہاتھ پکڑنے والا
خطا بخش	معاف کرنے والا
روزی دِہ	روزی دینے والا

تشریح :-

اِن اشعار میں گورو مہاراج نے پرماتما کی اُستتی کی ہے۔ ذرا خیالات کی پرواز اور بیان کی روانی دیکھئے۔

پچھلے صفحات پر گورو گوبند سنگھ صاحب کے جو ۲۴ اشعار پیش کئے گئے ہیں۔ وہ ایک خط کی صورت میں اورنگ زیب کے نام لکھے گئے تھے۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ مندرجہ بالا اشعار ظفر نامہ کا حصہ نہیں ہیں لیکن اس کتاب کے مصنف کو اس خیال سے اتفاق نہیں۔ کیونکہ گورو مہاراج کے خطاب کے تسلسل سے علیحدگی کا احساس نہیں ہوتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ ظفر نامہ کے اوراق ناموافق حالات میں بکھر گئے ہوں۔ اور جب دستیاب ہوئے ہوں۔ تو الگ الگ صورتوں میں ہوں۔ انہیں ایک ہی تسلسل میں قیاس کرنے سے جذبات کی روانی قائم رہتی ہے۔

۲۰۱۔ کرامات ہیں اُس کو حاصل کمال — نہیں اُس کی ہستی کو مطلق زوال

۲۰۲۔ وہ قائم ہے دُنیا کے آغاز سے — ہے واقف اُس آغاز کے راز سے

۲۰۳۔ کرم اُس کا بندوں پہ جاری ہے عام — کرم ہی سے وابستہ ہے یہ نظام

۲۰۴۔ سراپا مسرت ہے اُس کی نظر — وُہی رزق دیتا ہے شام و سحر

۲۰۵ دیا مے دیا کا وُہ بھنڈار ہے — اُسی کی دیا سے یہ سنسار ہے

۲۰۶۔ وُہی ہم کو دیتا ہے امن و اماں — وُہی بخشنے والا ہے بیگماں

۲۰۷۔ سہارا ہے سب کیلئے اُس کا ہاتھ — مصیبت کے ماروں کا دیتا ہے ساتھ

۲۰۸۔ خطا کار پر بھی وُہ ہے مہرباں — وُہ نادار کا بھی ہے سوزی رساں

۲۰۹۔ شہنشاہ قدرت ہے اُس کی نگاہ — وُہی بادشاہوں کا ہے بادشاہ

۲۱۰۔ بدی کی طرف سے ہٹاتا ہے وُہ — اندھیرے میں مشعل دِکھاتا ہے وُہ

گُرُو مہاراج کے اشعار :-

(۲۷) شہنشاہِ خُوبی دِہ و رہنموں

کہ بے گُوں و بے چُوں وچُوں بے نگُوں

(۲۸) نہ ساز و نہ باز و نہ فوج و نہ فرش

خُداوندِ بخشندۂ عیش و عرش

معنے :-

خوبی دہ ——— نیکی دینے والا

رہنموں ——— رہبر

بے گُوں ——— بے رنگ

بے چُوں ——— بے مثال

ساز ——— دَولت

باز ——— پرندہ

تشریح :-

گورُو مہاراج پرماتما کی تعریف کرتے ہیں اور اس کے گُن گاکر

[illegible]

۲۱۱۔ مگر ہے اُس خدا کا نہیں کوئی رنگ — خدائی میں اُس کا نرالا ہے ڈھنگ

۲۱۲۔ کوئی اُس کا ہمشکل و ثانی نہیں — زمینی نہیں آسمانی نہیں

۲۱۳۔ خوشی دینے والا خدا ہے وہی — مریضانِ غم کی دوا ہے وہی

۲۱۴۔ نہ باز اُس کے ہاتھوں میں دیکھا کبھی — نہ پرواز اُس کی نظر آ سکی

۲۱۵۔ نہ اُس کی عماراتِ آراستہ — امیری کا ملتا ہو جن سے پتہ

۲۱۶۔ نہ دیکھے ہیں بچھو کبھی اُس کے پاس — نہیں ہے قبائے زری اُس کے پاس

۲۱۷۔ نہ فوج اُس کی دیکھی کسی نے کبھی — سُنی سنتری کی نہ آواز بھی

۲۱۸۔ نظر سے ہے دُور اُس کا ساماں سب — نگاہوں میں اُس کی ہیں انساں سب

۲۱۹۔ عجب اُس کی طاقت عجب اُس کے رنگ — عجب اُس کی بے مثل رحمت کے ڈھنگ

۲۲۰۔ کرم اُس کا پوشیدہ ہوتا نہیں — وہ ہے نور ذرّے کے دل میں مکیں

گورُو مہاراج کے اشعار :-

(۲۹) جہان پاک زیر آسنت وظاہر ظہور
عطا مے دِہد ہمچو حاضر حضور

(۳۰) عطا بخش او پاک پروردگار
رحیم اسنت و روزی دہ ہر دیار

معنے :-

ظاہر ظہور ——— ہر جگہ موجود
عطا مے دہد ——— عطا کرتا ہے
روزی دہ ——— روزی دینے والا
ہر دیار ——— ہر ملک میں

تشریح :-

گورُو مہاراج نے ان اشعار میں بھی پرماتما کی تعریف کی ہے۔
اور اُسے دُنیا کا روزی دینے والا مانا ہے ۔

۲۲۱۔ ہر اِک شے سے ظاہر ہے اُس کا ظہور — اُسی کی عبادت ہے دِل کا سرُور

۲۲۲۔ یہ دُنیا کہ جس میں ہے پاکیزگی — فرشتوں کے رہنے کا گھر ہے یہی

۲۲۳۔ اُسی کے تو سایہ میں آباد ہے — اُسی کی عنایت ہے یہ شاد ہے

۲۲۴۔ بھروسہ مجھے اُس کی بخشش پہ ہے — اُسی کا کرم دُور کرتا ہے بھے

۲۲۵۔ وُہی اپنے بندوں کا ہے دستگیر — صغیر اس کو پاکر ہوئے ہیں کبیر

۲۲۶۔ سخاوت کا دربار رواں ہے مدام — یہاں فیض پاتے ہیں ہر خاص و عام

۲۲۷۔ وہ داتا ہے کھاتا ہے سب پر ترس — ہے عُمر اِس ترس کی کروڑوں برس

۲۲۸۔ کہیں اِس کی رفعت میں پستی نہیں — بلند اس سے کوئی بھی ہستی نہیں

۲۲۹۔ وہ سچا پِتا پالتا ہے ہمیں — عزیز اس کی کرپا پالتا ہے ہمیں

۲۳۰۔ مگر اُس کی قُدرت کا ہے یہ کمال — زمانے کو دیتا ہے مال و منال

گورُو مہاراج کے اشعار :-

(۳۱) کہ صاحبِ دیار است و اعظم عظیم

کہ حُسن الجمال ست و رازق رحیم

(۳۲) کہ صاحب شعُور است۔ عاجز نواز

غریب الپرست و غنیم الگداز

معنے :-

صاحبِ دیار ——————— زمینوں کا مالک

اعظم عظیم ——————— بہت بڑا

صاحب شعُور ——————— عقلمند

عاجز نواز ——————— غریبوں کی مدد کرنے والا

غنیم الگداز ——————— دشمن کو مارنے والا

تشریح :-

یہ اشعار بھی پرماتما کی تعریف میں کہے گئے ہیں۔ آپ ان سے گورُو مہاراج کی خدا پرستی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

۲۲۱۔ وہ توفیق دیتا ہے ہر ایک کو — سمجھتا ہے سب کے بد و نیک کو

۲۲۲۔ اُسے دیکھ سکتا ہے اِنساں وہی — کہ چشمِ بصیرت ہو جس کی کھُلی

۲۲۳۔ بڑی سے بڑی طاقتِ بے پناہ — بڑے سے بڑے مُلک کا بادشاہ

۲۲۴۔ کوئی حُسن میں اُس کا ثانی نہیں — پھر اس میں یہ خوبی کہ فانی نہیں

۲۲۵۔ وہ ہے ہر پرانی کا روزی رساں — جیا جنت کا ایک ہی پاسباں

۲۲۶۔ ہیں دُنیا میں جتنی بھی دانائیاں — یہ زیبائیاں اور رعنائیاں

۲۲۷۔ اُسی کے اِشارے سے پیدا ہوئیں — اُسی کی چمک سے ہویدا ہوئیں

۲۲۸۔ وسیلہ وہی غم کے ماروں کا ہے — سہارا وہی بے سہاروں کا ہے

۲۲۹۔ دِلاسا وہی بیکسوں کے لئے — ہے ڈھارس وہی بے بسوں کے لئے

۲۳۰۔ مُحافظ غریب اور کمزور کا — نہیں اور کوئی بھی اس کے سوا

گورو مہاراج کے اشعار:-

(۳۳) شریعت پرست و فضیلت مآب
حقیقت شناس و نبی الکتاب

(۳۴) کہ دانش پژوہ است و صاحب شعور
حقیقت شناس است و ظاہر ظہور

معنے:-

فضیلت مآب ———— بہت بڑا
شریعت پرست ———— قانون پر چلنے والا
نبی الکتاب ———— گرنتھ رچنے والا
دانش پژوہ ———— عقل والا

تشریح:-

گورو مہاراج نے ایشور کی شکتیوں کا ورنن نئے نئے ڈھنگ پر کیا ہے جیسے آپ اس کے تمام اوصاف کو شعروں میں قلمبند کر دیا ہے۔

۲۴۱- مٹا دینے والا اِستمگر کا وُہ ۔ نشاں رہنے دیتا نہیں شر کا وُہ

۲۴۲- ترے ظلم کو بھی مٹا دے گا خود ۔ تجھے ختم کرنے کو آئے گا خود

۲۴۳- تُو اپنی شریعت پہ نازاں نہ ہو ۔ مسلماں ہے تو نا مُسلماں نہ ہو

۲۴۴- شریعت تری مکر کا جال ہے ۔ حقیقت میں یہ بھی تری چال ہے

۲۴۵- حقیقی شریعت کی پہچان کر ۔ وہاں تک پہنچنے کا سامان کر

۲۴۶- مرے واہگورو کی شریعت ہے سچ ۔ گرہ باندھ اسکو گناہوں سے بچ

۲۴۷- مرا واہگورو ہے شریعت نواز ۔ بتاتا ہے وُہ حق پرستی کے راز

۲۴۸- کسی کا نہ بھولے سے بھی دل نہ دُکھا ۔ غریبوں کا بھی ہے محافظ خُدا

۲۴۹- بڑائی اُسی کی دکھاتا ہوں میں ۔ حکایت اُسی کی سناتا ہوں میں

۲۵۰- فضیلت مآب اُس کو کہتے ہیں ہم ۔ اُسی کے تو چرنوں میں رہتے ہیں ہم

گورُو مہاراج کے اشعار :-

(۳۵) شناسندۂ علمِ عالم خُدائے
کُشائندۂ کارِ عالم کُشائے

معنے :-

شناسندۂ	جاننے والا
علمِ عالم	دُنیا کے راز
کشائندہ	کھولنے والا
کارِ عالم	دُنیا کے کام

تشریح :-

اِن اشعار میں بھی گورُو مہاراج نے پرماتما کے گُن
[illegible] ہیں۔

۲۵۱۔ حقیقت کو پہچانتا ہے وُہی — دِلوں کی لگن جانتا ہے وُہی

۲۵۲۔ نہیں وُہ خُدا تیرے قُرآن کا — رَوا جس میں ہے قتلِ انسان کا

۲۵۳۔ مُسلمان ہونے کا دعوٰے نہ کر — مُسلمان ہونے پہ تکبر نہ کر

۲۵۴۔ کِتابِ خُدا آ دِکھاؤں تُجھے — تُو سویا ہُوا ہے جگاؤں تُجھے

۲۵۵۔ یہ شمس و قمر یہ زمیں آسماں — یہ ثاقب یہ سیّارہ یہ کہکشاں

۲۵۶۔ یہ شام و سحر یہ چمن یہ بہار — یہ شبنم کی ہر سمت ننھی پھوہار

۲۵۷۔ یہ گُلشن یہ غُنچے یہ خوش رنگ پھُول — یہ مشرق یہ مغرب یہ عرض اور طُول

۲۵۸۔ یہ بادل یہ پربت یہ دریا یہ جل — یہ گنگا یہ جمنا یہ سِندھو یہ ڈل

۲۶۹۔ یہ چاند اور تارے یہ رنگِ شفق — کتابِ خُدا ہی کے ہیں یہ ورق

۲۶۰۔ نگاہِ طریقت سے دیکھ اُس کی شان — نمو ہے اسی شان کی یہ جہاں

گورُو مہاراج کے اَشعار:-

(۳۶) گُذارندۂ کارِ عالم کبیر
شناسندۂ علمِ عالم امیر

معنے:-

گُذارندہ ———— سرانجام دینے والا
کبیر ———— بڑا۔ مہان

تشریح:-

اِس شعر میں بھی گورُو مہاراج نے پرماتما کی اُستتی کر کے اورنگ زیب کو خدا دوستی کا سبق دیا ہے۔

۲۶۱- دلوں کی حقیقت عیاں اس پہ ہے — کھلا رازِ کون و مکاں اس پہ ہے

۲۶۲- یہ چاروں طرف دہر پھیلا ہوا — صحیفہ اسی کا ہے جلوہ نما

۲۶۳- رکھا ایسی کتاب خدا پر یقیں — جہاں میں کوئی حسن کا ہمسر نہیں

۲۶۴- لکھی حسنِ خدا نے دلکش کتاب — نہیں اس کی عظمت کا کوئی حساب

۲۶۵- اسی سے ہم انسان لیتے ہیں عقل — یہ ممکن نہیں ہو سکے اس کی نقل

۲۶۶- اسی نے دیا سب کو فہم و شعور — اسی کا ہے سارے جہاں میں ظہور

۲۶۷- اسے علم ہے دل کی ہر بات کا — علیم اور ہے کون اس کے سوا

۲۶۸- میں بندہ ہوں اس کا۔ خدا وہ مرا — ہے مشکل میں مشکل کشا وہ مرا

۲۶۹- اسی کے سہارے تو لڑتا ہوں میں — اسی کے اشارے مرے ساتھ ہیں

۲۷۰- وہی تاب ہے میری تلوار کی — وہ گرمی فغانِ شرربار کی

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۳۷) مرا اعتبارے بر ایں حلف نیست
کہ ایزد گواہ است و یزداں یکے ست

معنے :-

اعتبارے ———— کوئی اعتبار
برایں ———— اِس پر
حلف ———— قسم۔ سوگند
ایزد ———— ایشور۔ خدا
یزداں ———— ایشور۔ خدا

تشریح :-

اے اورنگ زیب! خُدا ایک ہے۔ اور میں اُس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں۔ کہ مجھے تیری قسم پر کوئی اعتبار نہیں۔ تو جھوٹا ہے۔ اور تیرے ایلچی بھی جھوٹے ہیں۔

۲۷۱۔ مری فوج نے جب تری فوج پر ‏ کیا حملہ تیغ و تبر تول کر

۲۷۲۔ جب اس طور گھمسان کا رن پڑا ‏ ہر اک شیر جی توڑ کر جب لڑا

۲۷۳۔ تو میدان میں خون بہنے لگا ‏ شہادت کی روداد کہنے لگا

۲۷۴۔ شجاعت وہ جوہر دکھانے لگی ‏ کہ جس سے زمیں تھرتھرانے لگی

۲۷۵۔ فضاؤں کے سینوں سے چیخیں اٹھیں ‏ ہواؤں کے ہونٹوں سے سیخیں اٹھیں

۲۷۶۔ چرندوں کے سینے دھڑکنے لگے ‏ پرندوں کے دم بھی پھڑکنے لگے

۲۷۷۔ لہو سے زمیں ہو گئی لالہ زار ‏ گریباں سحر کا ہوا تار تار

۲۷۸۔ مساجد کے سر خاک میں مل گئے ‏ منادر کے اونچے کلس ہل گئے

۲۷۹۔ ہر اک سمت میدان میں لاشوں کے ڈھیر ‏ شہادت کا طالب تھا ہر اک دلیر

۲۸۰۔ اچانک ترے ایک سردار نے ‏ مری سمت قاصد روانہ کئے

گورو مہاراج کے اشعار:۔

(۳۸) نہ قطرہ مرا اعتبارے بروست
کہ بخشی و دیوان ہمہ کذب گوست

معنے:۔

قطرہ ———— ذرا بھی
براو ———— اس پہ
بخشی ———— ایلچی۔ ملازم منشی
دیوان ———— قاضی۔ خط لانے والا۔ منشی

تشریح:۔

مجھے تیری اس قسم پر جو تو نے اپنے منشی کے ذریعے مجھ تک پہنچانی چاہی۔ ذرا بھی اعتبار نہیں ہے۔ تیرے منشی۔ قاضی۔ ایلچی۔ سردار سب جھوٹ بولنے والے ہیں ٭

۲۸۱- یہ قاصد بظاہر تو درویش تھے — مگر در حقیقت ریاکیش تھے

۲۸۲- وہ پیغام بھی لائے تھے صُلح کا — یقیں تھا کہ وعدہ کریں گے وفا

۲۸۳- اُنھوں نے قسم کھائی قرآن کی — نمائش یہ تھی اُن کے اِیمان کی

۲۸۴- کہا یہ کہ اب روک دیں کشت و خُون — بُرا ہے یہ جنگ و جدل کا جُنون

۲۸۵- کریں گے نہ ہم آپ پر کوئی وار — یہ طے پا گئے آپس میں قول و قرار

۲۸۶- مگر چند لمحے بھی گذرے نہ تھے — قسم توڑ دی تیرے سردار نے

۲۸۷- کیا اُس نے حملہ مری فوج پر — سنبھالے پھر اُس نے بھی تیغ و تبر

۲۸۸- بتا اب مجھے کیا یہ دھوکا نہ تھا؟ — کہاں صُلح ہوئی کہاں ہے دغا؟

۲۸۹- یہ وعدہ خِلافی روا ہے کہاں؟ — تری دوستی اب بتا ہے کہاں؟

۲۹۰- یہ مردانگی کا طریقہ نہیں — خُدا دوستی کا سلیقہ نہیں

گورُو مہاراج کے اشعار :-

(۳۹) کسے قولِ قُرّاں کُند اعتبار

ہماں روزِ آخر شود زار و خوار

معنے :-

کسے ———— جو بھی

قول قُرآں ———— تیرے قُران کی قسم پر

کُند ———— کرتا ہے

ہماں ———— وُہی

روزِ آخر ———— قیامت کو

زار و خوار ———— ذلیل و خوار

تشریح :-

جس نے بھی تیری اس قسم پر جو تُم نے قرآن کا نام لے کر کھائی ۔
اعتبار کیا ۔ انجام کار اُس نے نقصان اُٹھایا ۔

۲۹۱- اِسی بِرتے پہ صُلح کی گفتگو ... کہاں تو کہاں یہ تری آرزو

۲۹۲- نیا تُو نے پیغام بھیجا ہے آج ... نیا ایک قاضی پھر آیا ہے آج

۲۹۳- قسم تُو نے کھائی ہے قرآن کی پھر ... یہ بھبتی اُڑائی ہے قرآن کی پھر

۲۹۴- مگر میں کروں کس طرح اعتبار ... غلط ہیں غلط تیرے قول و قرار

۲۹۵- ہر اِک حرف اِس کا صداقت سے دُور ... ہر اِک بات تیری سراسر فتور

۲۹۶- نرا یہ نیا وعدہ بھی ہے فریب ... یہ خط، یہ تیری دوستی ہے فریب

۲۹۷- خُدا خود ہے شاہد مری بات کا ... وُہ ناظر ہے تیری خرافات کا

۲۹۸- دیا تیرے قاضی نے پھر وہ پیام ... جسے میں سمجھتا ہوں سودائے خام

۲۹۹- یہ قاضی یہ دیوان و بخشی ترے ... نہیں بولتے سچ نہیں بولتے

۳۰۰- فریبی، دغا باز، عیّار ہیں ... یہ تیری طرح ہی خطا کار ہیں

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۴۰) ہُما را کسے سایہ آید بہ زیر
بَرو دست دارد نہ زاغِ دلیر

معنے :-

ہُما ——— پرندہ
کسے ——— کسی پر
آید ——— آئے
بہ زیر ——— نیچے
برو ——— اس پر
زاغ ——— کوّا
دست دار ——— ہاتھ رکھتا ہے

تشریح :-

اگر کسی پہ ہما کا سایہ بھی پڑ جائے۔ تو پھر کوّے کو اس پہ حملہ کرنے کی جُرأت تک نہیں ہوتی ۔

۳۰۱۔ کرے گا جو اس جھوٹ پر اعتبار　　قیامت کو ہوگا ذلیل اور خوار

۳۰۲۔ قسم پر مجھے اب بھروسہ نہیں　　ذرا بھی یقین اس پہ آتا نہیں

۳۰۳۔ ترے قاصد ابلیس کے ہیں غلام　　اُسی کے اشارے پہ کرتے ہیں کام

۳۰۴۔ ہُما کی یہ تعریف سُنتے ہیں ہم　　کہ ہے اُس کا سایہ مُبارک قدم

۳۰۵۔ یہ طائر وہ طائر ہے جس پر نہیں　　نظر آدمی کی پڑی ہی نہیں

۳۰۶۔ وہ اوجِ فلک سے ہے اُونچا بہت　　وہ حدِ نظر سے ہے بالا بہت

۳۰۷۔ اگر اُس کا سایہ کسی پر پڑے　　تو محفوظ ہوتا ہے وہ موت سے

۳۰۸۔ وہ زاغ و زغن سے بھی ڈرتا نہیں　　شکاری بھی پابند کرتا نہیں

۳۰۹۔ اگر جاننا چاہے سکھوں کے گُن　　تو اک دوسری بھی مثال آج سُن

۳۱۰۔ بہادر مری فوج کے ہیں جواں　　یہ راز آج کرتا ہوں تجھ پر عیاں

گورو مہاراج کے اشعار:-

(۴۱) کسے پُشت اُفتد پسِ شیرِ نر
نہ گیرد بُز و میش و آہو گذر

معنے:-

کسے ———— کوئی
پُشت اُفتد ———— پیچھے بیٹھ جائے
پسِ شیر ———— شیر کے پیچھے
بُز ———— بکری
میش ———— بھیڑ
آہو ———— ہرن
نہ گیرد گذر ———— گذر نہیں سکتا

تشریح:-

اگر شیر نر کے پیچھے کوئی شخص پناہ لے کر بیٹھ جائے۔ تو بکری، بھیڑ یا ہرن کی مجال نہیں ہوتی۔ کہ اُس کے قریب سے گذر سکے۔ گورو صاحب نے اپنے سکھوں کی بہادری کی بہت ہی [illegible] مثال دی ہے

۲۱۱- کھڑا ہو اگر سامنے شیر نر — تو چھپا جاتا ہے اُس کا سب پر اثر

۲۱۲- اگر کوئی شخص اُس کا بچہ پچھلی طرف — بچا لے بھجن کے لئے اپنا صف

۲۱۳- وہ اُس صنف آرام سے بیٹھ جائے — کبھی شبد بولے کبھی گیت گائے

۲۱۴- تو بکری کی یا بھیڑ کی کیا مجال؟ — کرے اُس پہ حملے کا کوئی خیال

۲۱۵- کسی میں نہیں اتنا یہاں حوصلہ — کہ بڑھ کر کرے شیر کا سامنا

۲۱۶- مرا حال صاحب بھی وہی شیر ہے — عدو جس سے کھاتے ہیں ہر وقت بھے

۲۱۷- اگرچہ بہت تیری افواج ہیں — انہیں بھیڑ بکری سمجھتا ہوں میں

۲۱۸- بتا اب کہ شیر اور ہما کون ہے؟ — بتا اب کہ میرے سوا کون ہے؟

۲۱۹- مری فوج میں ہر سپاہی میں ہے — تمیز اُس کو اپنے پرائے میں ہے

۲۲۰- نہ کھاتا قسم اِس طرح میں کبھی — نہ لیتا پناہ اِس طرح جھوٹ کی

گورُو مہاراج کے اشعار :-

(۴۲) بہ مصحف قسم خُفیہ گر خوردمے
نہ یک گام ہم پیش ازاں بُردمے

معنے :-

مصحف ———— سچی خدائی کتاب
قسم خُفیہ ———— دِل سے سوگند
خوردمے ———— اگر میں کھاتا
یک گام ———— ایک قدم بھی
پیش اِزاں ———— اس سے آگے
بُردمے ———— میں لے جاتا

تشریح :-

اگر میں اپنے گرنتھ پر جو ایشور کی سچی پُستک ہے۔ ہاتھ رکھ کر سوگند کھاتا۔ تو اس سے ہرگز نہ ٹلتا۔

۲۲۱۔ نہ رکھنا کبھی دھرم پستک پہ ہاتھ — نہ دینا کبھی فطرتِ بد کا ساتھ

۲۲۲۔ قسم کی ضرورت بھی ہوتی اگر — تو اس کی صداقت پہ رکھتا نظر

۲۲۳۔ میں پابند رہتا ہر اک حرف کا — یہی ہے تقاضائے صدق و صفا

۲۲۴۔ اسے توڑنے کا نہ آتا خیال — اسے چھوڑنا ہے بہت ہی محال

۲۲۵۔ نہ دینا چڑھائی کا فوجوں کو حکم — نہ لیتا لڑائی کا فوجوں کو حکم

۲۲۶۔ مری فوج دھوکا نہ دیتی کبھی — یہ الزام سر پر نہ لیتی کبھی

۲۲۷۔ یہ پہلا نیم ہے مرے دھرم کا — کہ جو کہہ دیا اس کو پورا کیا

۲۲۸۔ مری فوج صدق و صفا کی ہے فوج — خدا کے لئے یہ خدا کی ہے فوج

۲۲۹۔ مری فوج بحرِ صداقت کی موج — صداقت نے بخشا ہے اس کو یہ اوج

۲۳۰۔ فرشتوں کے سر اس کے آگے جھکے — وہ شام و سحر اس کے آگے جھکے

گورو مہاراج کے اشعار:-

(۴۳) گرسنہ چہ کارے کُنَد چہل نَر
کہ دَہ لک برآید برو بے خبر

معنے:-

گرسنہ ——— بھوکے پیاسے
چہ کارے کُنَد ——— کیا کر سکتے ہیں
چہل نر ——— چالیس آدمی
دہ لک ——— دس لاکھ
برآید ——— حملہ کردیں
برو ——— اُن پر
بے خبر ——— اچانک سے

تشریح:-

اِس شعر میں گورو مہاراج نے چمکور کے قلعہ کی لڑائی کا حال بیان کیا ہے۔ جب چالیس سکھوں پر ——— جو قلعہ کے اندر تھے ——— دس لاکھ شاہی فوج نے حملہ کر دیا تھا۔ مگر سکھوں نے زبردست مقابلہ کیا تھا

٣٣١- مگر تُو نے توڑی قسم بھی تو کیا　　شہادت کا سِکھوں پہ در کھل گیا

٣٣٢- وُہ تعداد میں صرف چالیس تھے　　مِلا تھا نہ کھانا کئی روز سے

٣٣٣- مگر بازوؤں میں تھی تاب و تواں　　رگوں میں تھا خونِ شجاعت رواں

٣٣٤- عجب اُن کی تلوار خُوں خوار تھی　　مخالف پہ برقِ شرر بار تھی

٣٣٥- وُہ بھوکے بھی پیاسے بھی لڑتے رہے　　تری فوج کے دم اُکھڑتے رہے

٣٣٦- کوئی زخم آیا نہیں پیٹھ پر　　نہ ہوگا کسی کا یہ دِل یہ جگر

٣٣٧- وُہ ہنستے تھے تلوار کے سامنے　　سپر تھے وُہ ہر وار کے سامنے

٣٣٨- مگر اُن پہ جو حملہ آور ہوئے　　وُہ تعداد میں پورے دس لاکھ تھے

٣٣٩- یہ چالیس کیا اُن کو دیتے جواب　　کہاں تک وُہ ہوتے وہاں کامیاب

٣٤٠- یہ دس لاکھ کی فوج کچھ کم نہیں　　حقیقت سے نا آشنا ہم نہیں

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۴۴) کہ پیماں شکن بے درنگ آمدند
میاں تیغ و تیر و تفنگ آمدند

معنے :-

پیماں شکن ——— وعدہ توڑنے والے مسلم فوجی
بے درنگ ——— بے کھٹکے
میانِ تیغ و تیر و تفنگ ——— تلواروں اور تیروں کے درمیان
آمدند ——— حملہ آور ہو گئے

تشریح :-

چمکور کے قلعہ کے اندر چالیس سکھ رہ گئے تھے۔ جن پر غنیم کے دس لاکھ فوجی حملہ آور ہو گئے اور تلواریں چلانی شروع کر دیں۔

۳۴۱- کہا تھا کہ ہم پر کریں گے نہ وار
یہ تھا صلح کا ہم سے قول و قرار

۳۴۲- کہا تھا کہ بچ کر نکل جاؤ تم
کسی بات پر بھی نہ گھبراؤ تم

۳۴۳- کہا تھا کہ ہم پر کرو اعتبار
کہا تھا کہ وعدہ ہے یہ استوار

۳۴۴- کہا تھا کہ ہوگا نہ کوئی ہلاک
مقدس ہے اس شہر کی خاکِ پاک

۳۴۵- کہا تھا کہ شاہد ہے آنندپور
اسے ہم سمجھتے ہیں دار السرور (خوشیوں کا گھر)

۳۴۶- قسم کی کسی نے بھی پروا نہ کی
اچانک ہوئی ہم پہ لشکر کشی

۳۴۷- یکایک وہ پیماں شکن آ گئے
یکایک وہ چاروں طرف چھا گئے

۳۴۸- اچانک وہ خنجر بکف آ گئے
اچانک ہماری طرف آ گئے

۳۴۹- اچانک کیا تیز میدانِ جنگ
برسنے لگے تیغ و تیر و تفنگ

۳۵۰- ہر اک سمت سے وار ہونے لگے
ہر اک سمت دھارے بہے خون کے

گورو مہاراج کے اشعار:۔

(۴۵) بہ لاچارگی در میاں آمدم بہ تدبیر تیر و کماں آمدم

(۴۶) چوں کار از ہمہ حیلتے در گذشت حلال است بُردن بہ شمشیر دست

(۴۷) چہ قُرآں قسم را کُنم اعتبار وگرنہ تو گوئی من ایں را چہ کار

معنے:۔

بہ لاچارگی ———— مجبور ہو کر
در میان آمدم ———— میں جنگ میں کود پڑا۔
از ہمہ حیلتے ———— تمام حیلے۔ کوششیں
در گذشت ———— ختم ہو جائیں
بُردن بہ شمشیر دست ———— ہاتھ میں تلوار اٹھانا
حلال است ———— دھرم ہے
قُرآن قسم را ———— قرآن کی قسم پر

تشریح:۔

جب میں مجبور ہو گیا۔ تو تیر و کمان کے ساتھ جنگ میں کود پڑا۔ جب کوئی اور حیلہ باقی نہ رہے۔ تو انسان کا دھرم ہے۔ کہ تلوار ہاتھ میں لے کر حملہ کر دے۔ میں تیرے قرآن کی قسموں پر کیا اعتبار کروں۔ مجھے ان سے کوئی مطلب نہیں رہا۔

۳۵۱۔ جب اس پر رہا کوئی چارہ نہ اور — اِن اسباق پر جب کیا میں نے غور

۳۵۲۔ تو مجھ کو بھی تلوار اٹھانی پڑی — جوانوں کی ہمت بڑھانی پڑی

۳۵۳۔ مجھے خود بھی میداں میں آنا پڑا — بگل جوش اور بجانا پڑا

۳۵۴۔ کوئی اور حیلہ اگر رہ نہ جائے — تو دھرم آدمی کا ہے تلوار اٹھائے

۳۵۵۔ اسی دھرم سے میں بھی مجبور تھا — الگ بیٹھنا دھرم سے دور تھا

۳۵۶۔ بالآخر میں خنجر بکف آ گیا — اجل بن کے اغیار پہ چھا گیا

۳۵۷۔ تو پیغام کیا بھیجتا ہے مجھے — سمجھتا ہوں بتلا رہا کا تجھے

۳۵۸۔ قسم اور قرآن کی اب نہ کہا — نہیں مجھ کو تجھ پر بھروسہ ذرا

۳۵۹۔ میں کیا اعتبار اس قسم پر کروں — یقیں ایسے عدے پہ کیونکر کروں

۳۶۰۔ ترے دل کی مہر و وفا بھی دروغ — خدائی میں تیرا خدا بھی دروغ

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۴۸) نہ دانم کہ این مردِ روباہ پیچ وگرنہ ہرگز این رہ نیارد بہ ہیچ

(۴۹) ہر آں کس کہ قرآن بہ قول آیدش نہ زد بستن و کُشتنی بایدش

معنے :-

مردِ روباہ پیچ ——— لومڑی کی طرح کے آدمی
دگر ——— ورنہ
ہرگز اِس رہ ——— ہرگز اس رستے پر
نیارد ——— نہ لا سکتی
ہیچ ——— کوئی چیز
ہر آں کس ——— جو کوئی
قرآں بہ قول آیدش ——— قسم پر اعتبار کرے
بستن و کُشتنی ——— مارنا
نہ بایدش ——— نہیں چاہیئے

تشریح :-

مَیں نہیں جانتا تھا۔ کہ تیرے قاصد لومڑی کی طرح مکار ہیں۔ ورنہ مَیں ان باتوں میں نہ آتا۔ اور نہ ان پر اعتبار کرتا۔ جب کوئی آدمی تمہاری قسم پر اعتبار کر لے۔ تو پھر اُس پر حملہ کرنا ایمانداری نہیں۔

۳۶۱- خبر تھی یہ کِس کو ترے ایلچی ریاکار ہیں پوٹ ہیں جُھوٹ کی

۳۶۲- وُہ دم بھر میں وعدے کو ٹھکرائیں گے فریبی دغاباز بن جائیں گے

۳۶۳- کہا تھا اُنھوں نے یہ اعلان بھی کہ ملحوظ خاطر ہے ذات آپ کی

۳۶۴- مگر اُن کی فطرت ہی کچھ اور تھی نہیں جانتے تھے بُجز روبہی

۳۶۵- وُہ تھے لُومڑی کی طرح چاپلوس طبیعت میں تیری طرح چاپلوس

۳۶۶- نہ کرتا کبھی ور نہ میں اعتبار نہ ہو سکتا ان کا کبھی مُجھ پہ وار

۳۶۷- اُٹھاتا نہ قلعے سے باہر قدم کسی کو نہ تھا اِس میں دشمن کا غم

۳۶۸- کرے قولِ قُرآن پہ جو اعتبار جو ہتھیار بھی ڈال دے ایک بار

۳۶۹- فریب اِس کو دینا مُناسب نہیں شراب اِس سے لینا مُناسب نہیں

۳۷۰- دغا دے کے محصُور کرنا گُناہ لڑائی پہ مجبُور کرنا گُناہ

گورو مہاراج کے اشعار:-

(۵۰) بہ رنگِ مگس سایہ پوش آمدند
بہ یکبارگی در خروش آمدند

(۵۱) ہر آں کس زِ دیوار آمد بروں
بخوردن یکے تیر شد غرقِ خوں

معنے:-

بہ رنگِ مگس	مکھیوں کی طرح
سایہ پوش	کالے رنگ میں
بہ یکبارگی	ایک حملے میں
در خروش	جوش میں
ہر آں کس	جو کوئی بھی
غرقِ خوں	خون میں لت پت ہو گیا

تشریح:-

جنگِ چمکور کا ذکر کرتے ہوئے گورو صاحب نے لڑائی کی شدت پر روشنی ڈالی ہے

٢٧١۔ اُسے قیصرِ سند یا قتل کرنا حرام نزا فرض تھا قول کا احترام

٢٧٢۔ مگر تیری فوجوں نے توڑی قسم بڑھیں ہاتھ میں لے کے تیغ و علم

٢٧٣۔ معاً لشکروں میں بگل بج گئے قطاروں میں پیر و جواں سج گئے

٢٧٤۔ عدو ہم پہ چاروں طرف سے بڑھا خدا جانے سر پہ یہ کیا جن چڑھا

٢٧٥۔ سیہ رنگ کی آندھیوں کی طرح بھڑوں کی طرح مکھیوں کی طرح

٢٧٦۔ ترے فوجیوں نے ہمیں گھیر کر مٹا دینے پر باندھ لی تھی کمر

٢٧٧۔ سوار اُن کے سر پہ تھا غیظ و غضب تعصب میں اندھے نظر آئے سب

٢٧٨۔ فلک تک گیا اُن کا غوغا و شور ہراساں تھے سُن کر اُسے مرغ و مور

٢٧٩۔ اگر قلعہ سے باہر آیا کوئی نظر آئی صورت اُسے موت کی

٢٨٠۔ اچانک ہوئے تیر سینوں سے پار نظر آئے میرے سپاہی فگار

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۵۲) کہ بیروں نہ آید کسے زاں حصار
نہ خوردند تیر و نہ گشتند خوار

(۵۳) چو دیدم کہ ناہر بیامد بجنگ
چشیدن یکے تیر من بے درنگ

معنے :-

زاں حصار ———— اس قلعہ سے
(کئی نسخوں میں لفظ "دیوار" لکھا ہے۔ مگر وہ تقطیع سے باہر ہے۔ اس لئے غلط ہے)
نہ گشتند خوار ———— نہ خراب ہوئے نہ قتل ہوتے
چو دیدم ———— جب میں نے دیکھا
ناہر ———— ناہر خان ایک پٹھان فوجدار کا نام تھا جس نے گورو مہاراج کی فوج پر حملہ کیا تھا۔
چشیدن ———— کھاتے ہی
تیر من ———— میرا تیر

تشریح :-

جنگ چمکور کے ذکر میں گورو صاحب لکھتے ہیں۔ کہ جو بھی قلعہ سے باہر نہ نکلا۔ وہ مرنے سے بچ گیا۔ جو بھی باہر نکلا۔ وہ تہ تیغ کر دیا گیا۔ مگر جب ناہر خان کو میں نے دیکھا تو ایک تیر مار کر اسے وہیں ہلاک کر ڈالا۔

۳۸۱۔ مگر جو بھی قلعے کے اندر رہے
وہ تیغِ ہلاکت سے محفوظ تھے

۳۸۲۔ سمجھتے تھے دل میں کہ موت آ گئی
بَلا ان کے چاروں طرف چھا گئی

۳۸۳۔ شہادت کے جذبے سے معمور سب
شہادت تھی اُن کو بپا م طرب

۳۸۴۔ بلبدان دینے کو تیار وہ
شہادت کے سچّے طلبگار وہ

۳۸۵۔ سپاہی ترا جو بھی آگے بڑھا
نِشانہ بنا آتشیں تیر کا وہ

۳۸۶۔ اِن آنکھوں نے دیکھا کہ ناہر سنگھ جی
بڑھا آرہا تھا اُٹھا کر کمان

۳۸۷۔ وُہیں تاک کر تیر مارا اُسے
وُہیں موت کے گھاٹ اُتارا اُسے

۳۸۸۔ بہت اس کی مانند افسر ترے
وُہیں بسترِ خاک پر سو گئے

۳۸۹۔ دِکھائی دیئے اُن میں بزدل بہت
بھگوڑے بہت اور جاہل بہت

۳۹۰۔ وہ جان اپنی چھپ کر بچاتے رہے
لڑائی سے بھی جی چُراتے رہے

گورو مہاراج کے اشعار:-

(۵۴) ہمہ آخر گریزد بوقتِ مصاف
بسے خاناں خوردند بیروں گزاف

(۵۵) کہ افغانِ دیگر بیامد بہ جنگ
چوں سیلِ رواں ہمچو تیر و تفنگ

معنے:-

گریزد ———— بھاگ گئے
مصاف ———— جنگ
بسے خاناں ———— بہت سے پٹھان (خان کی جمع خاناں)
گزاف ———— بزدلی، شیخی
افغانِ دیگر ———— ایک اور پٹھان
چوں سیلِ رواں ———— دوڑتے ہوئے سیلاب کی طرح

تشریح:-

چمکور کی لڑائی میں پٹھانوں کی بزدلی اور لڑائی سے بھاگنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

۳۹۱ دھری گرہ گئیں اُن کی سب سنجیاں — شجاعت کا یہ بھی تھا اک امتحاں

۳۹۲ بہت سے پٹھان آئے اور مر گئے — گرے خاک اور خون سے بھر گئے

۳۹۳ جھڑی سب کی شیخی لڑائی کے وقت — نہ ٹھہرے نبرد آزمائی کے وقت

۳۹۴ شکست اِس طرح فوج تاہر کو دی — عنایت یہ مجھ پر خدا ہی کی تھی

۳۹۵ پھر افغان اک اور آگیا سامنے — نہ روکا اُسے اُس کے انجام نے

۳۹۶ یہ سوچا کہ چالیس ہیں آدمی — مناسب نہیں اُن پہ لشکر کشی

۳۹۷ اس افغان کا تھا نجب خان نام — وہ کرتا تھا پنجاب کا انتظام

۳۹۸ بہت خشمگیں ہو کے آگے بڑھا — سپہ دار تھا اک بڑی فوج کا

۳۹۹ اُمڈ آیا سیلِ رواں کی طرح — ہوا برق ریز آسماں کی طرح

۴۰۰ وہ اِس جوشِ مردانگی سے لڑا — کہ میدان میں خون ہی خون تھا

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۵۶) بسے حملہ کرد و بسے زخم خورد
دو کس را بجاں کُشت و جاں ہم سپُرد

معنی :-

بسے حملہ کرد ————	بہت حملے کئے
دو کس ر ————	میرے دو صاحبزادوں کو
بجاں کُشت ————	جان سے مار ڈالا
جاں ہم سپُرد ————	اور خود بھی مر گیا

تشریح :-

اس شعر میں گورو مہاراج نے اپنے دونوں بڑے صاحبزادوں کے جنگِ چمکور میں شہید ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے

۴۰۱ ہُوا اِس قدر گرم میدانِ جنگ — فضاؤں میں اُڑتے تھے تیر و تفنگ

۴۰۲ بیاں کیا کروں اُس کی فرزانگی — ٹپکتی تھی چہرے سے دیوانگی

۴۰۳ وُہ گِر گِر کے بھی وار کرتا رہا — وُہ مر مر کے بھی پھر اُبھرتا رہا

۴۰۴ لڑائی بہت کی نجیب خان نے — بہت زور مارا اُس افغان نے

۴۰۵ مگر اُس کا بھی سر ہوا پاش پاش — تڑپتی رہی خون میں اُسکی لاش

۴۰۶ چلے تیر اجیت اور جُھجھار کے — ہمہ تن وہ پیکر تھے ایثار کے

۴۰۷ اُتارے اُنھوں نے ہزاروں کے سر — سناتوں کے سَر پھر کٹاروں کے سَر

۴۰۸ ہزاروں کے سینوں پہ خنجر چلے — ہزاروں کے سَر دھڑ الگ ہو گئے

۴۰۹ ہُوئے دونوں فرزند میرے شہید — یہی اُن کے حق میں تھا روزِ سعید

۴۱۰ شجاعت دکھائی یہ تھا اُن کا کام — چمکتا رہیگا مدام اُن کا نام

گورُو مہاراج کے اشعار :-

(۵۷) کہ آں خواجہ مرُدودے۔ رُسوا و خوار
نہ آمد بہ میبکاران بہ مَردانہ وار

(۵۸) دریغا! اگر رُوئے او دیدمے
بیک تیر لاچار بخشیدمے

معنے :-

خواجہ مرُدودے ——— مرُدود فوجدار
نہ آمد ——— نہ آیا
مردانہ وار ——— بہادروں کی طرح
دریغا ——— اے کاش
روئے او ——— اس کا مُنہ
دیدمے ——— میں دیکھ سکوں
لاچار بخشیدمے ——— ہلاک کر دوں

تشریح :-

اس شعر میں گورُو مہاراج نے جنگِ چمکور میں دہلی کے فوجدار ظفر بیگ کی موت کا ذکر کیا ہے۔ وہ بہت بزدل ثابت ہوا۔ ظفر بیگ کا خطاب "خواجہ" تھا۔ اسے اورنگ زیب نے گورُو مہاراج پر حملہ کرنے کے لئے [illegible] کر بھیجا تھا۔

٦١١ ظفر بیگ دہلی کا تھا فوجدار | تبر سے فوجداروں میں تھا ہوشیار

٦١٢ وہ میدان میں آیا غضبناک سا | بڑھایا ادھر لشکر اسلام کا

٦١٣ مگر دب گئے اس کے سب حوصلے | ڈرا جاتا تھا میری تلوار سے

٦١٤ دیا دوسروں کو بہت اشتعال | مگر خود تھا باسی کڑھی کا اُبال

٦١٥ وہ مردود آتا اگر سامنے | اگر صحن میں دیکھتا میں اسے

٦١٦ تو میری کماں کا فقط ایک تیر | وہیں دیتا اُس کے کلیجے کو چیر

٦١٧ یقیں ہے کہ زندہ نہ ہوتا وہ آج | یقیں ہے کہ میں تجھ سے لیتا خراج

٦١٨ مگر قلعہ میں جنگ ہوتی رہی | نظر دیکھ کر دنگ ہوتی رہی

٦١٩ فریقین کا خون بہتا رہا | یہ صدمہ مرا دل بھی سہتا رہا

٦٢٠ وہ فوجوں کی للکار سے ڈر گیا | وہ تیغوں کی جھنکار سے ڈر گیا

گورُو مہاراج کے اشعار :-

(۵۹) ہم آخر بسے زخمِ تیر و تفنگ — دو سُوئے بسے کُشتہ شد بے درنگ

(۶۰) بسے بان بارید و تیر و تفنگ — زمیں گشت ہمچو گُلِ لالہ رنگ

(۶۱) سر و پلائے انبوہ چنداں شُدہ — کہ میدان ازو گوئے و چوگاں شُدہ

تڑنگارِ تیر و ترنگِ کمان — بر آمد یکے ہاؤ ہو از جہاں

معنے :-

بسے ——— بہت سے بے شمار
کشتہ شد ——— ہلاک ہو گئے
زمیں گشت ——— زمیں ہو گئی
سر و پلائے انبوہ ——— سروں اور پیروں کے ڈھیر
تڑنگار ——— تیر چلنے کی آواز
ہاؤ ہو ——— شور و غل

تشریح :-

گورُو مہاراج نے اِن اشعار میں جنگ کا منظر بیان کیا ہے۔
ذرا جوش و خروش کا منظر ملاحظہ فرمائیے

۴۲۱ بہت بڑھ گیا زخمیوں کا شمار — اِدھر بھی قطار اور اُدھر بھی قطار

۴۲۲ نظر آئے ہر سمت لاشوں کے ڈھیر — لہو میں نہلائے بہت سے دلیر

۴۲۳ اُٹھی درد سے فوجیوں کی پکار — فلک اُن کے غم میں ہوا سوگوار

۴۲۴ برستے رہے تیر کچھ اِس طرح — چلی رن میں شمشیر کچھ اِس طرح

۴۲۵ کہ ساری زمیں ہو گئی لالہ رنگ — بہا زخمیوں کا لہو بے درنگ

۴۲۶ زمیں پر تھے دھڑ اور سر اِس قدر — کہ کھا کھا کے تھکتے نہ تھے جانور

۴۲۷ کہیں پاؤں تھے اور بازو کہیں — سر و دوش پہلو بہ پہلو کہیں

۴۲۸ کہیں نیمچے بانوں کے انبار تھے — کہیں سینکڑوں سینہ افگار تھے

۴۲۹ برسنے لگا بادلوں سے لہو — فضاؤں سے پیدا ہوئی ہاؤ ہو

۴۳۰ چلائے گئے بان اِس زور سے — قیامت کے فتنے بھی نالاں ہوئے

گورُو مہاراج کے اشعار:-

(۶۳) دِگر شورشِ کیبرِ کیبنہ کوش — زِ مردانِ مرداں بروں رفت ہوش

(۶۴) ہم آخر چہ مردی کُند کارزار — کہ بر جہل تن آیدش بے شُمار

(۶۵) چراغِ جہاں چوں شُدہ بُرقع پوش — شہِ شب برآمد ہمہ جلوہ جوش

(۶۶) ہر آں کس بقولِ خُدا آیدش — کہ یزداں برد رہنما آیدش

معنے:-

شورشس ———— شور و غل
چراغِ جہاں ———— سُورج
کیبر ———— تیر انداز
بقولِ خدا ———— سچا وعدہ
شہِ شب ———— چاند
مردانِ مرداں ———— بہادر لوگ
بروں رفت ———— باہر چلی گئی

تشریح:-

جنگ میں تیروں کے چلنے سے وُہ شور بپا ہُوا کہ
دلیروں اور بہادروں کے بھی ہوش اُڑ گئے

۴۳۱ یہ وہ حشر تھا جس کی آواز نے — حواس اہلِ دانش کے گُم کر دیئے

۴۳۲ مگر اُس لڑائی کا انجام کیا؟ — ہلاکت شعاری کا اِنعام کیا؟

۴۳۳ یہ لشکر یہ فتنے یہ شر حیف حیف — کریں حملہ چالیس ۴۰ پر حیف حیف

۴۳۴ مگر فخر ہے مجھ کو اِس بات پر — کہ ہے میرے آمرت کا سب یہ اثر

۴۳۵ مِرے صرف چالیس ۴۰ شیرانِ نر — بلا بن کے ٹوٹے تِری فوج پر

۴۳۶ وہ دِن بھر لہو اپنا دیتے رہے — وہ دشمن سے بھی داد لیتے رہے

۴۳۷ نگاہیں بھی کرتی تھیں اُن کا طواف — ہواؤں کو عظمت کا تھا اِعتراف

۴۳۸ ہوا ختم جب دِن تو رات آگئی — تھی اُن پر فدا چاند کی چاندنی

۴۳۹ مِری فوج آخر ہوئی سُرخرو — گریزاں ہوئے مار کھا کر عدو

۴۴۰ وفادار جو قولِ صادق کا ہو — خدا آتا ہے اُس کی امداد کو

گورو مہاراج کے اشعار:۔

(۶۷) نہ پیچیدہ موئے نہ رنجیدہ تن — کہ بیروں خود آوردو دشمن شکن

(۶۸) نہ دانم کہ ایں مرد پیماں شکن — کہ دولت پرست است و ایماں شکن

نہ ایماں پرستی نہ اوضاع دیں — نہ صاحب شناسی نہ محکم یقیں

معنے:۔

نہ پیچیدہ موئے ——————— بال بیکا نہ ہوا۔
نہ رنجیدہ تن ——————— نہ جسم کو تکلیف پہنچی
اوضاع دیں ——————— مذہب کو سمجھنے کا طریق
صاحب شناسی ——————— خداشناسی
محکم یقیں ——————— پختہ ایماں

تشریح:۔

" میں نہ جانتا تھا۔ کہ اورنگ زیب الہی۔ وعدہ شکن۔ بے ایمان اور بے مذہب شخص ہے۔ مگر اس کے باوجود ہم میدانِ جنگ میں لڑے۔ اور صحیح و سلامت بچکر نکل آئے "۔

اس شعر میں گورو مہاراج نے چمکور سے اپنے صحیح و سلامت نکل آنے کا ذکر کیا ہے ۔

۴۴۱ قسم تو نے کھائی تھی قرآن کی — وہ اک آزمائش تھی ایمان کی

۴۴۲ اِدھر ہم نے بھی قولِ قرآن کا — خلوصِ دلی سے بھروسہ کیا

۴۴۳ نتیجہ ہوا یہ کہ ہم زندہ ہیں — صداقت کے میداں میں پائندہ ہیں

۴۴۴ نہ تجھ سے مرا بال بیکا ہوا — نہ نقصان میری خودی کا ہوا

۴۴۵ مرے واہگورو نے بچایا مجھے — مصیبت سے گویا چھڑایا مجھے

۴۴۶ نہ تھی مجھ کو معلوم تیری یہ خو — کہ اپنی قسم کو بھی توڑے گا تو

۴۴۷ یہ دولت کا لالچ یہ مکر و ریا — ٹھکانا کہاں تیرے ایمان کا

۴۴۸ تو ثابت ہوا آج باطل پرست — اِسی واسطے تو نے کھائی شکست

۴۴۹ نہیں تجھ میں ذرہ بھی ایمان کا — نہیں وصف کوئی بھی انسان کا

۴۵۰ تو مذہب کو پہچانتا ہی نہیں — خدا ایک ہے یہ جانتا ہی نہیں

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۷۰) ہر آں کس کہ ایماں پرستی کند   نہ پیمانِ خود پیش و پستی کند

(۷۱) من ایں مرد را اعتبارے نہ ایست   چہ قرآں قسم ایست یزداں یکے ایست

(۷۲) بہ قرآں قسم صد کنی اختبار   مرا قطرہ نابد ازو اعتبار

(۷۳) اگرچہ ترا اعتبار آمدے   کمر بستۂ پیشوار آمدے

(۷۴) کہ فرض است بر سر ترا ایں سخن   کہ قولِ خدا و قسم ایں بہ من

معنے :-

پیش و پستی ———— پس و پیش کرنا

قطرہ ———— ذرا بھی

نابد ———— نہیں آتا

پیشوار ———— آگے آگے چلنے والوں کی طرح

قسم ایں بہ من ———— مجھ سے کی ہوئی قسم

تشریح :-

اے اورنگزیب! جو شخص سچا ایمان والا ہے وہ وعدہ شکنی نہیں کرتا۔ اس لئے مجھے تجھ پر اعتبار نہیں کہ تو نے خدا کے ساتھ بھی دھوکہ کیا۔ اگر تجھے بھی اپنی قسم پر اعتبار ہوتا۔ تو سیدھا میرے پاس آجاتا۔ اور اپنی غلطی مان لیتا۔ تو نے جو قسم کھائی تھی۔ اسے نبھانا تیرا فرض ہے۔

۴۵۱ نہ ایمانِ کامل - نہ مُحکم یقیں　　اِسی سے ہے ظاہر تُو انساں نہیں

۴۵۲ جِسے حاصل ایماں کی ہو پُختگی　　وُہ ٹلتا نہیں بات کہہ کر کبھی

۴۵۳ مُجھے تُجھ پہ آتا نہیں اعتبار　　تُو قرآں کی کھائے قسمیں ہزار

۴۵۴ اگر تُجھ کو قرآں پہ ہوتا یقیں　　نہ رہتا ترے دِل میں کینہ مکیں

۴۵۵ جو تھا قول - اُس پر کمر باندھنا　　مُلاقات کرنا یہاں پر مِلا

۴۵۶ مِرے سامنے جو قسم کھائی تھی　　ترے فوجداروں نے قرآن کی

۴۵۷ رہا اُس قسم کا تُجھے کچھ نہ پاس　　کیا اُس نے اُلٹا تُجھے بدحواس

۴۵۸ وُہ قرآں نوازی - وُہ حُکمِ خُدا　　وُہ پاسِ شرافت - وُہ رسمِ وفا

۴۵۹ ترے وش پہ بار اِن سب کا ہے　　بجُز اِس کے ایماں نہیں کوئی شے

۴۶۰ مگر نامرادی کا ہے تُو شکار　　ذلالت کا ہے تیرے رُخ پہ غُبار

گورُو مہاراج کے اشعار :-

(۷۵) اگر حضرت خود ستادہ شود — بجان و دلے کار واضح بود

(۷۶) شُمار اگر فرض است کارے کُنی — بموجب نوشتہ شُمارے کُنی

(۷۷) نوشتہ رسید و بگفتہ زباں — بباید کہ کارے بہ راحت رساں

معنے :-

ستادہ شود	آؤ کھڑے ہو جاؤ
بموجب نوشتہ	تحریر کے مطابق
شُمارے کُنی	حساب کرے
نوشتہ رسید	تمہارا پیغام ملا
بگفتہ زبان	تمہارے ایلچی سے زبانی بات چیت

تشریح :-

اگر تم خود میرے سامنے آؤ تو میں سب بات تم پر واضح کر دوں۔ تمہارا فرض ہے۔ کہ اپنی تحریر کے مطابق عمل کرو۔ تمہاری تازہ تحریر تیرے ایلچی نے مجھے دے دی ہے۔ اور میرے ساتھ زبانی بات چیت بھی کی ہے۔

۴۶۱ اگر مجھ سے تیری ملاقات ہو — اگر اک جگہ بیٹھ کر بات ہو

۴۶۲ دلائل سے میں تجھ پہ واضح کروں — گناہوں کے الزام تجھ پر دھروں

۴۶۳ میں ثابت کروں تو ہے پیماں شکن — صداقت سے خالی ہے تیرا سخن

۴۶۴ فریبی ہے تیرا ہر اک فوجدار — نہیں ایک بھی قابلِ اعتبار

۴۶۵ ترا فرض تفتیش کرنا ہے اب — کیا فوجداروں نے کیوں یہ غضب؟

۴۶۶ قسم جو اٹھائی تھی کیوں توڑ دی؟ — ہوئی بعد ازاں کیوں یہ لشکر کشی؟

۴۶۷ نظر اُن کے اعمالنامے پہ ڈال — جو لکھ کر دیا اُس کی عزت سنبھال

۴۶۸ مرے پاس آیا تھا اک ایلچی — اُسی نے تری ایک تحریر دی

۴۶۹ زبانی بھی پیغام لایا تھا وہ — ارادہ بھی لے کے آیا تھا وہ

۴۷۰ وہ قرآن کا نام لیتا تھا پھر — فریب اس طرح مجھ کو دیتا تھا پھر

گورو مہاراج کے اشعار:-

(۷۸) ہموں مرد باید۔ شود دِیدہ ور
نہ رِشکے دِگر۔ در دہانے دِگر

(۷۹) چہ قاضی مرا گفت بیروں نہ اَم
اگر راستی خود بیاری قدم

معنے:-

ہموں	اِس طرح
رِشکے دگر	دل میں کچھ اور
دیدہ ور	دیکھ بھال کر بات کرے
دہانے دِگر	زبان پر کچھ اور
بیروں نہ اَم	اس سے باہر نہیں ہوں
بیاری قدم	اپنے آپ آئے

تشریح:-

تیرے ایلچی نے جو پیغام مجھے دیا۔ میں اس سے باہر نہیں ہوں۔ لیکن تجھے بھی چاہیئے کہ اگر تو سچائی پر ہے۔ تو خود چل کر میرے پاس آ۔ انسان کو دیکھ کر منافقوئی سے کام لینا چاہیئے دل میں کچھ اور۔ اور زبان پر کچھ اور۔ یہ اچھی بات نہیں۔

۴۷۱ یقیں میں نے ہر بات پر کر لیا — سمجھ کر تجھے آدمی با صفا

۴۷۲ ترا بھی تھا فرض اس پہ کرتا عمل — مگر تیرے ایمان میں تھا خلل

۴۷۳ مکرنا شریفوں کا شیوہ نہیں — یہ مکر و ریا تجھ کو زیبا نہیں

۴۷۴ نہیں ہے یہ انساں کا شائستہ طور — زباں پر ہو کچھ اور دل میں کچھ اور

۴۷۵ مجھے تیرے قاضی نے جو کچھ کہا — میں اس پہ دل و جاں سے قائم رہا

۴۷۶ اگر تو بھی ہے اس پہ ثابت قدم — تو آ فیصلہ کر لیں آپس میں ہم

۴۷۷ اگر راستی کا ہے پابند تو — اگر ہے وفا پر رضامند تو

۴۷۸ شرارت اگر تجھ پہ طاری نہیں — اگر عقل و دانش سے عاری نہیں

۴۷۹ اگر چشم باطن میں ہے روشنی — نہیں ہے خرد سے اگر دشمنی

۴۸۰ تو ان فوجداروں کو دے لے سزا — جنھوں نے مرے ساتھ دھوکا کیا

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۸۰) چوں آں قولِ قرآں بیاید ترا — رسانم ہماں را بہ نزدِ شما

(۸۱) چو تشریف در قصبہ کانگڑ کُند — وزاں پس ملاقات باہم شود

(۸۲) نہ ذرہ دریں راہ خطرہ تراست — ہمہ قومِ بیرار حکمِ مراست

معنے :-

آں قولِ قرآں ———— وہ تحریر
رسانم ———— پہنچادوں
کانگڑ ———— روپڑ کے علاقہ میں اک قصبہ
وزاں پس ———— اس کے بعد
ذرہ خطرہ ———— تھوڑا سا خطرہ بھی
حکمِ مراست ———— ہمارے تابع ہے۔ ماتحت ہے

تشریح :-

اگر تو چاہے۔ تو میں وہ تحریر تمہیں بھیج دوں۔ جو تیرے فوجداروں نے لکھ کر مجھے دی تھی۔ مناسب ہے کہ قصبہ کانگڑ میں تو آئے۔ تاکہ ہم دونوں کی ملاقات ہو جائے۔ اس علاقہ میں رہنے والی قوم بیرار سب کی سب میرے ساتھ ہے۔" ظفر نامہ" گورو مہاراج نے اسی قصبہ سے اورنگ زیب کو ارسال کیا تھا ۔

۴۸۱ وُہ تحریر اگر دیکھنا چاہے تُو — بر آئے گی یہ بھی تری آرزو

۴۸۲ ترے پاس میں بھیجدوں گا اُسے — لکھا ہے جو اس میں وُہ خود دیکھ لے

۴۸۳ اگر قصبہ کانگڑہ میں آجائے تو — تو آپس میں بھی ہو سکے گفتگو

۴۸۴ اِسی سرزمیں میں ہے میرا قیام — یہیں لکھ رہا ہُوں یہ خط یہ پیام

۴۸۵ یہیں ہم نے ڈیرے ہیں ڈالے ہوئے — یہیں تیغ کو ہیں سنبھالے ہوئے

۴۸۶ نہ پنجاب کی سمت آنے سے ڈر — چلا آ مُلاقات کو بے خطر

۴۸۷ یہاں قوم بیراڑ آباد ہے — ہماری اطاعت میں دِلشاد ہے

۴۸۸ ضرر کچھ نہ پہنچائے گی وُہ تجھے — عبث دِل میں پیدا نہ کر وسوسے

۴۸۹ ہے ملتے ہیں مُجھ سے بھلائی تری — مِٹے گی اسی سے بُرائی تری

۴۹۰ یہاں اپنی تحریر بھی دیکھ لے — ندامت کی تصویر بھی دیکھ لے

گورو مہاراج کے اشعار:-

(۸۳) بیا تا سخن خود زبانی کنیم
بروئے شما مہربانی کنیم

(۸۴) یکے اسپ شائستہ یک ہزار
بیا تا بگیری بہ من ایں دیار

معنے:-

سخن خود زبانی کنیم ———— زبانی بات چیت کریں
بروئے شما ———— تم پر
اسپ ———— گھوڑا
بگیری ———— تو حاصل کرے
من ———— مجھ سے

تشریح:-

"اے اورنگزیب، تو یہاں قصبہ کانگڑ میں آ! کہ ہم تم پر مہربانی کر کے بات چیت کریں۔ میرے پاس ایک ہزار میں سے چُنا ہوا ایک گھوڑا ہے۔ میں اسے کھلا چھوڑ دیتا ہوں۔ تم میں ہمت ہے تو اسے پکڑ تا کہ میں تجھ سے جنگ کروں"۔ —— اس شعر میں گورو صاحب نے پرانے ہندوستان کی مشہور رسم اشومیدھ یگ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۴۹۱ یہاں آ! کیا نہیں زبانی کو ہیں — ترے عال پہ بہت زبانی کو ہیں

۴۹۲ سکھاؤں تجھے کچھ لڑائی کے گر — بتاؤں ہنر و آزمائی کے گر

۴۹۳ ملے تجھ کو مکر و ریا کا مزا — ملے تیرے لشکروں کو سزا

۴۹۴ مرے پاس گھوڑا ہے اک لاجواب — ہزاروں میں شائستہ و انتخاب

۴۹۵ کھلا چھوڑ دیتا ہوں اک بار اسے — نہ پکڑیں گے میرے طرفدار اسے

۴۹۶ یہ گھوڑا اگر تھا جس نے کیا — میں سمجھوں گا دشمن وہی ہے مرا

۴۹۷ ترے ہاتھ اگر اس کی جانب بڑھے — اگر اس کو پکڑا تری فوج نے

۴۹۸ تو سمجھوں گا میں اس کا مطلب یہی — نتیجہ نکالوں گا بس اب یہی

۴۹۹ کہ تیار ہے مجھ سے لڑنے کو تو — یقیناً ہے فطرت تری جنگجو

۵۰۰ تو پنجاب کو چھیننے کے لئے — لڑا چاہتا ہے مری فوج سے

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۸۵) اگر تو بہ یزداں پرستی کُنی
بکارِ مرا ایں نہ سستی کُنی

معنے :-

بکارِ مرا ———————	میرے نام میں
یزداں پرستی ———————	خدا کو سمجھنا

تشریح :-

تجھے چاہیئے۔ کہ خدا سے خوف کھانے۔ اُس کے حکم پر عمل کرے۔

۵۰۱ مگر تجھ کو دیتا ہوں میں یہ پیام
کہ تیاریاں کر بصد اہتمام

۵۰۲ پکڑ میرے گھوڑے کو آ سامنے
مقابل میں ڈٹ جا مرے سامنے

۵۰۳ ہے منظور ہر شرط مجھ کو تری
جو تجویز تو مان لے یہ مری

۵۰۴ تو اس کام میں اب تامل نہ کر
اگر زعم ہے اپنی انگشت پر

۵۰۵ پکڑ میرے گھوڑے کو اک بار تو
رہا کرنے سے بھی کر انکار تو

۵۰۶ بڑا تیرا احسان جانوں گا یہ
بہت تو بہادر ہے مانوں گا یہ

۵۰۷ تعلق خدا سے اگر ہے تجھے
گریزاں نہ ہو تو پھر اس شرط سے

۵۰۸ یہ دعوت مری دعوتِ عام ہے
یہی لڑنے والے کا پیغام ہے

۵۰۹ لڑائی کے ارمان میں جو نکال
دکھا اک زمانے کو اپنا کمال

۵۱۰ تجھے حوصلہ ہے تو آ اس طرف
بلاتی ہے تجھ کو قضا اس طرف

گورو جی کے اشعار :-

(۸۶) ببایدکہ یزداں شناسی کُنی
نہ گفتہ کساں کس خراشی کُنی

معنے :-

بباید	تجھے چاہیئے
یزداں شناسی	خدا کو سمجھنا
گفتہ کساں	کسی کے کہنے پر
کس خراشی	کسی کو تکلیف دینا

تشریح :-

اگر تو خدا کا بندہ ہے۔ خدا کو مانتا ہے۔ تو بس اپنے سرداروں کے کہنے پر رعایا کو نہ ستانا۔ کسی پر ظلم و ستم نہ کر۔

۵۱۱ اگر تو خدا کا پرستار ہے — اگر زندگی تجھ کو درکار ہے

۵۱۲ تو اس کام میں اب نہ تاخیر کر — مجھے آزمانے کی تدبیر کر

۵۱۳ خدا کو سمجھ۔ اس کے نزدیک جا — نہ حق ناشناسوں کے بھرے میں آ

۵۱۴ نہ کر اس طرح مردم آزاریاں — روا کب ہیں ایسی ستم گاریاں

۵۱۵ سمجھتا ہے تو خود کو مسند نشیں — سمجھتا ہے دنیا کو زیرِ نگیں

۵۱۶ تو نازاں ہے مسند پہ بیٹھا ہوا — کسی کی نہیں تجھ کو پروا ذرا

۵۱۷ یہ شیوہ تو انصاف سے دور ہے — فرشتوں کے اوصاف سے دور ہے

۵۱۸ نگہبان بن بن کے اسلام کا — خود اسلام سے تو نے دھوکا کیا

۵۱۹ چلاتی ہے تلوار اس کے لئے — ہوا ہے دل آزار اس کے لئے

۵۲۰ یہ فطرت تری اے نگہبانِ دیں! — تجھے اس پہ کیوں شرم آتی نہیں

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۸۷) عجب است انصاف و دین پروری — کہ حیف است صد حیف این سروری

(۸۸) عجب این عجب است فتوائے شما — بجز راستی حرف گفتن خطا

(۸۹) مزن تیغ بر خونِ کس بے دریغ — ترا نیز خون چرخ ریزد بہ تیغ

(۹۰) تو غافل مشو مردِ یزدان شناس — کہ او بے نیاز است از ہر سپاس

(۹۱) کہ او بے محابست شاہانِ شاہ — زمین و زمان سچائے پادشاہ

معنے :-

دین پروری ———— دھرم کی پالنا کرنا
سروری ———— حکومت کرنا
حرف گفتن ———— بات کرنا
مزن تیغ بر خونِ کس ———— کسی کا خون نہ گرا
چرخ ———— آسمان

تشریح :-

تو دین پروری اور انصاف کا دعوے کرتا ہے۔ مگر حیف ہے تجھ پر کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ بلاوجہ کسی کا خون نہ گرا۔ ورنہ تیرا بھی خون گرایا جائے گا۔ تو غافل نہ ہو۔ ایشور ہی سچا پادشاہ ہے۔ تو اپنی جھوٹی بادشاہی پر غرور نہ کر۔

۵۲۱ کوئی قول دے کر مکرنا گناہ — بجز راستی بات کرنا گناہ

۵۲۲ چلا بے کسوں پر نہ تیغِ جفا — غریبوں کے نالے ہیں برقِ بلا

۵۲۳ یہی تیغ تجھ کو بھی کھا جائے گی — قیامت ترے سر پہ آ جائے گی

۵۲۴ خدا سے ڈر اُس کی خدائی سے ڈر — زمانے کی نا آشنائی سے ڈر!

۵۲۵ خدا کی بڑائی سے غافل نہ ہو — کسی وقت گم کردہ منزل نہ ہو

۵۲۶ خموش اُس کی لاٹھی خموش اُس کا قہر — خموش اُس کے طوفاں کی ہر ایک لہر

۵۲۷ حساب اُس کی عظمت کا ہوتا نہیں — شمار اُس کی رحمت کا ہوتا نہیں

۵۲۸ وہ ہے بادشاہوں کا بھی بادشاہ — وہی ہے ہماری بھی پشت و پناہ

۵۲۹ دو عالم اُسی کے ہیں زیرِ نگاہ — وہی اپنے بندوں کا ہے خیر خواہ

۵۳۰ سچائی کی منزل کا ہے وہ نشاں — سچائی سے ہو اُس کی جانب رواں

گورو مہاراج کے اشعار:-

(۹۲) خداوندِ ایزد، زمین و زماں — کنندہ است ہر کس مکین و مکاں

(۹۳) ہم از پیر مورے ہم از پیل تن — کہ عاجز نواز است و غافل شکن

(۹۴) کہ اورا چو اسم است عاجز نواز — کہ از ہر سپاس است او بے نواز

(۹۵) کہ او بے نگون است او بے چگوں — کہ او رہنما است و او رہنموں

(۹۶) بہ قرآں قسم فرض بر سر ترا — رساں کارِ خوبی بگفتہ شما

(۹۷) بباید تو دانش پرستی کنی — بکارے چرا چیرہ دستی کنی

معنے:-

پیر مورے ——— چیونٹی

پیل تن ——— ہاتھی

غافل شکن ——— دشمن کو مارنے والا

بکارے ——— کسی کام میں

چیرہ دستی ——— ظلم

تشریح:-

ان اشعار میں گورو صاحب نے اورنگ زیب کو خدا کا خوف دلا کر کہا ہے۔ کہ وہ ظلم نہ کرے رعایا پر۔ خدا چیونٹی کو بھی کھانے کو دیتا ہے۔

۵۳۱ وہ مور و ملخ کا نگہبان ہے — وہی زندگی ہے وہی جان ہے

۵۳۲ ہر اک پیل تن کا ہے وہ ری سال — وہی تو ہے رزّاقِ پیر و جواں

۵۳۳ وہ عاجز نوازی میں مشہور ہے — اُسے پرورش سب کی منظور ہے

۵۳۴ سمجھتے ہیں جو اس کو عاجز نواز — نیاز اُن سے رکھتا ہے وہ بے نیاز

۵۳۵ جنھیں اُس کے انصاف کا ڈر نہیں — جنھیں حق پرستی میسّر نہیں

۵۳۶ اُنہیں جسم کر دینے والا ہے وہ — تری شان و شوکت سے بالا ہے وہ

۵۳۷ وہ بے چون ہے بے مثل و بے رنگ ہے — یہاں پائے ادراک بھی دنگ ہے

۵۳۸ اُسے یاد کر۔ جور سے باز آ! — نہ دبیں گے ترا ساتھ بکر و ریا

۵۳۹ قسم جو اٹھائی تھی قرآن کی — وہ اک آزمائش ہے ایمان کی

۵۴۰ تو دانستہ پرستی سے ڈرتا ہے کیوں؟ — تشدّد رعایا پہ کرتا ہے کیوں؟

گورُو مہاراج کے اشعار :-

(۹۸) چہا شُد کہ چُون بچگاں کُشت چار
کہ باقی بماند نہ پیچیدہ مار

معنے :-

چہا شُد	کیا ہُوا
بچگاں کُشت چار	چار بچے ہلاک کر دیئے
پیچیدہ مار	بَل کھا کر ڈسنے والا سانپ
چہ مردمی؟	کیا بہادری ہے ؟

تشریح :-

"کیا ہُوا جو تُو نے میرے چار بچے ہلاک کر دیئے۔ ابھی میرے لاکھوں بچےّ زندہ ہیں۔ (خالصہ پنتھ کی طرف اشارہ ہے) جو تجھے ڈسنے والے سانپ ہیں"۔

۵۴۱ ستمگر جفا پیشہ و سنگدل — ریاکار و خود مطلب و تنگدل

۵۴۲ تعصّب سے آلودہ تیرا ضمیر — بھرا ہے کدورت سے تیرا ضمیر

۵۴۳ نہ کچھ تجھ کو احساس آئینِ جنگ — نہ کچھ پاسِ تقدیسِ ناموس و ننگ

۵۴۴ نہ بچوں کی معصومیت کا خیال — کیے قتل تو نے مرے نونہال

۵۴۵ پکڑ کر وہ چنوائے دیوار میں — نمونہ تھے جو اپنے ایثار میں

۵۴۶ نہ تیغِ ستم پر ہوئے سرنگوں — نہ غالب ہوا ان پہ تیرا جنوں

۵۴۷ مسلمان بننے سے منکر رہے — کیے جو تشدّد وہ ہنس کر سہے

۵۴۸ لڑائی میں دو اور بچوں نے بھی — ترے جور سے جان قربان کی

۵۴۹ شہیدوں کا خوں ان کی رگ رگ میں تھا — سکوں اس شہادت سے ان کو ملا

۵۵۰ مجھے فخر ان کی شہادت پہ ہے — بہت ناز ان کی فضیلت پہ ہے

گورُو مہاراج کے اشعار :-

(۹۹) چہ مردمی کہ اخگر خموشاں کُنی — کہ آتش دہاں را بدوشاں کُنی

(۱۰۰) چہ خوش گفت فردوسی خوش بیاں — شتابی بود کارِ اہرمناں

(۱۰۱) کہ دربار گاہت من آیم شُما — وزاں روز باشی تو شاہد ہما

معنے :-

فردوسی ———— ایران کا ایک شاعر
چہ مردمی ———— کیا بہادری ہے
اخگر ———— چنگاریاں
خموشاں کُنی ———— بجھانا
آتش دہاں ———— جلنے والے انگارے
بدوشاں ———— اُچھالنا کندھوں تک
اہرمناں ———— شیطان
بارگاہت ———— تیرے پاس
شاہد ———— جان جائے گا

تشریح :-

فردوشی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ :- شیطان کا خاتمہ بہت جلد ہو جاتا ہے - اگر میں تیرے پاس آؤں - تو سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے -

۵۵۱ یہی خون ہے مایۂ دارِ ثبات — یہیں سے نکلتا ہے آبِ حیات

۵۵۲ شہیدوں کو جامِ شہادت ملا — جبیں کو مقامِ عبادت ملا

۵۵۳ ہوا کیا اگر چار بچے مرے — ترے جورِ بیجا سے مارے گئے

۵۵۴ مجھے ان کے مرنے کا کچھ غم نہیں — مرا دیدۂ صبر پرنم نہیں

۵۵۵ ہے فوجِ ظفر موج جتنی یہاں — یہاں جس قدر بھی ہیں سکھ نوجواں

۵۵۶ یہ خونخوار ہیں ڈسنے والے ہیں سانپ — ترے ہی لئے تو یہ پالے ہیں سانپ

۵۵۷ تری موت ہیں یہ بھجنگی مرے — سمجھ ان کو جذباتِ جنگی مرے

۵۵۸ اگر مر سکا مجھ سے تو صرف چار — ابھی تو ہیں باقی ہزاروں ہزار

۵۵۹ تری سلطنت کو یہ کھا جائیں گے — نشاں تک بھی تیرا مٹا جائیں گے

۵۶۰ ترا خاتمہ آ گیا ہے قریب — اسے کان دھر کے سن اے بدنصیب

گورُو مہاراج کے اشعار:-

(۱۰۲) وگرنہ تو این ہم فرامش کند　　تُرا ہم فراموش یزداں کند

(۱۰۳) اگر کار این بر تو بستی کمر　　خداوند باشد تُرا بہتر ورَہ

(۱۰۴) کہ این کار نیک است دین پروری　　چو یزداں شناسی بجاں برتری

(۱۰۵) تُرا من نہ دانم کہ یزداں شناس　　برآمد زِ تو کارہا دلخراش

معنے:-

فرامش کند ________________ اگر تو بھول جائے گا
برآمد زِ تو ________________ تو کرتا ہے
دلخراش ________________ دل کو چیرنے والا

تشریح:-

اے اورنگ زیب! اگر تو میری بات نہیں مانے گا۔ تو خدا تجھے معاف نہیں کرے گا۔
اگر تو نیک کام کو سرانجام دے گا۔ تو اپنے لئے بہتری پیدا کریگا۔

۵۶۱ کہاں کی یہ مردانگی ہے کہ تو — ہوا ایسے نابالغوں کا عدو

۵۶۲ نگر میں یہ بچے وہ چنگاریاں — کریں گے جو مر کر شرر باریاں

۵۶۳ نہ کر اخگروں کو خموش اس طرح — کبھی سرد ہوتا ہے جوش اس طرح؟

۵۶۴ ہوئی اب یہ آتش بہت شعلہ زن — جلا دیگی دم بھر میں تیرا چمن

۵۶۵ دباتا ہے تو جس قدر بھی اسے — بھڑکتی ہے اتنی ہی یہ زور سے

۵۶۶ دبانے سے کیونکر دبے گی یہ آگ — اسے بھی تو ہے تیری فطرت سے لاگ

۵۶۷ ٹھہر! عاقبت پر ذرا غور کر — یہ شیطانیاں ترک فی الفور کر

۵۶۸ بہت جلد مٹتا ہے مفسد کا نام — یہ لکھتے ہیں فردوسی خوش کلام

۵۶۹ اگر میں ترے پاس آؤں کبھی — رموزِ حقیقت بتاؤں کبھی

۵۷۰ تو کھل جائیں دم بھر میں آنکھیں تری — میسر ہو تجھ کو نئی روشنی

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۱۰۶) شناسد ہمیں تو بہ یزداں کریم — نہ خواہد ہمیں تو بہ دولت عظیم

(۱۰۷) اگر صد قسم آں بخوردی قسم — مرا اعتبارے نہ یک ذرّہ دم

(۱۰۸) خوشست شاہِ شاہاں اورنگ زیب — کہ چالاک دست است چابک رکیب

معنے :-

شناسا ———— پہچانتا ہے
بدولت عظیم ———— بڑی سلطنت
خوشست ———— تو خوش ہے کہ تیرا نام اورنگ زیب ہے
چابک رکیب ———— چالاک سوار

تشریح :-

خدا تجھے خوب پہچانتا ہے۔ اسی لئے وہ نہیں چاہتا۔ کہ تو اس بڑی سلطنت کا مالک بنا رہے۔ تو صدہا قسمیں کھا قرآن کی۔ مگر مجھے قطعاً اعتبار نہیں آتا۔ تو چالاک اور سفاک ہے۔ اپنے اورنگ زیبی نام پر خوش نہ ہو ؛

۵۷۱ - یہ ہیں بے بہا زندگی کے رموز — جنہیں تو سمجھتا نہیں ہے ہنوز

۵۷۲ عمل میں تو لے آئے ان کو اگر — تو ہو جائے اخلاص سے بہرہ ور

۵۷۳ فراموش اگر تو انہیں کر گیا — سمجھ لے کہ زندہ نہیں مر گیا

۵۷۴ جھکا اپنا سر بن کے ایماندار — بڑھا اس طرح زندگی کا وقار

۵۷۵ یہ جور و ستم چھوڑ انصاف کر! — بھروسہ نہ رکھ تخت پر تاج پر

۵۷۶ تعصب نہ ہو محض تیرا شعار — ہدایت کرے تجھ کو پروردگار

۵۷۷ قسم تو نے قرآن کی کھائی تھی — یقین اس پہ مجھ کو نہیں ہے ابھی

۵۷۸ نہ جب تک مجھے اعتبار آئے گا — قلم تیرے وعدوں کو ٹھکرائے گا

۵۷۹ تو خوش ہے کہ ہے نام اور نائیب — نہیں ہے مگر تجھ میں صبر و شکیب

۵۸۰ تجھے کھا گئیں تیری چالاکیاں — ہوسناکیاں اور سفاکیاں

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۱۰۹) کہ حسن الجمال است روشن ضمیر　　خداوندِ ملک است و صاحب امیر

(۱۱۰) بہ ترتیب دانش - بہ تدبیر تیغ ہو　　خداوندِ دیگ و خداوندِ تیغ

(۱۱۱) کہ روشن ضمیر است و حسن الجمال　　خداوندِ بخشندۂ ملک و مال

(۱۱۲) کہ بخشش کبیر است در جنگ کوہ　　ملائک صفت چو ثریا شکوہ

معنے :-

خداوند ملک ———————— الشیور
بخشندۂ ملک و مال ———————— سب کچھ دینے والا
کبیر ———————— بڑی
کوہ ———————— پہاڑ

تشریح :-

ایشور ہر چیز کا مالک ہے ۔ اس کی بخشش سے میرے بازوؤں میں طاقت آتی ہے ۔ اس نے مجھے تلوار دی ہے اور اسی نے مجھے توفیق بخشی ہے ۔ کہ میں نے کوہ ہمالیہ کے دامن میں اپنی فوج تیار کر لی ہے جس کے فوجی سپاہی فرشتوں کی سی خصلت رکھتے ہیں ۔ اور ان کی شان و شوکت آسمان کے تاروں سے بھی اونچی ہے ۔

۵۸۱ بھروسا ہے صرف اک خدا پر مجھے ‏ اُسی کی نگاہِ سخا پر مجھے

۵۸۲ اُسی کی عنایت سے طاقت ملی ‏ اُسی کے کرم سے وجاہت ملی

۵۸۳ اُسی نے یہ بخشے ہیں عقل و شعور ‏ انہیں سے ترا میں نے توڑا غرور

۵۸۴ اُسی نے دیا دستِ تیغ آزما ‏ سر اونچا ہوا جس سے پنجاب کا

۵۸۵ خداداد بات کا وہ خدا تیغ کا ‏ اُسی سے یہ ہے سلسلہ تیغ کا

۵۸۶ یہ تدبیر اُسی نے سکھائی مجھے ‏ اُسی نے یہ بخشی بڑائی مجھے

۵۸۷ اُلٹ دوں ترا تخت جو بر و جبر ‏ بنا ڈالوں تیری حکومت کی قبر

۵۸۸ مرے بازوؤں میں اُسی کا ہے بل ‏ پڑا جس سے تیری صفوں میں خلل

۵۸۹ بنائی پہاڑی علاقہ میں فوج ‏ سپاہی ہر اک بحرِ طوفاں کی موج

۵۹۰ فرشتوں کی مانند رحمت پسند ‏ ثریا سے بھی اُن کی شوکت بلند

گورو مہاراج کے اشعار :۔

(۱۱۳) شہنشاہِ اورنگ زیبِ لعین   زدارائی دوراست و دوراست دین

(۱۱۴) منم کشتہ ام کوہیاں پُرفتن   کہ آں بُت پرستند و من بُت شکن

(۱۱۵) ببیں گردشِ بیوفائے زماں   پسِ پُشت اُفتد رساند زیاں

معنے :۔

لعین	لعنتی جس پر لعنت بھیجی جائے
دارائی	انصاف
کشتہ ام	میں نے ہلاک کئے
کوہیاں	پہاڑی راجے۔ کوہی بمراد کوہ کا رہنے والا۔
پُرفتن	فتنے بپا کرنے والا
پس پشت	پیچھے سے

تشریح :۔

لعنتی اورنگ زیب انصاف سے دور ہے۔ مذہب سے بھی دور ہے۔ میں نے فتنہ انگیز پہاڑی راجوں سے لڑائی کر کے انہیں ہلاک کیا ہے۔ کہ وہ اورنگ زیب سے ملے ہوئے تھے۔ مگر قدرت کا کھیل ہے۔ کہ میں ان کی بھلائی کے لئے مسلم حکمران سے لڑتا ہوں۔ اور یہ اُلٹا اُس کے ساتھ مل کر مجھے نقصان پہنچاتے ہیں۔

۵۹۱ ترے ذہن میں آگیا ہے فتور ۔ تو اِنصاف سے دُور، مذہب سے دُور

۵۹۲ اُٹھانے سے تجھ کو ہے منکر زمین ۔ فلک کی نگاہوں میں تُو ہے لعین

۵۹۳ ترا اِس قدر بڑھ گیا تھا غرور ۔ کھٹکتا تھا آنکھوں میں آنند پُور

۵۹۴ اِسے جیتنے کا جب آیا خیال! ۔ تو اِس خِطہ کو کر دیا پائمال

۵۹۵ پہاڑی عِلاقہ کے راجے تمام ۔ وطن ناشِناسی میں مشہُور عام

۵۹۶ مری دُشمنی پر کمربستہ تھے ۔ تری دوستی سے وُہ پیوستہ تھے

۵۹۷ تری شہ سے فِتنے اُٹھاتے تھے وُہ ۔ مری راہ میں کانٹے بِچھاتے تھے وُہ

۵۹۸ کئی ہیں مرے اُن میں سے اکثر ہلاک ۔ چلا اِس طرح خنجرِ خوفناک

۵۹۹ میں وحدت پرست اور وُہ بُت پرست ۔ نہیں مجھ سے پھر کیوں نہ ہوتی شِکست

۶۰۰ کروں اُن کی خاطر میں قربانیاں ۔ مگر حیف پہنچائیں مجھ کو زیاں

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۱۱۶) ببیں قدرتِ نیک یزدانِ پاک   کہ از یک بہ دہ لک رساند ہلاک

(۱۱۷) چہ دشمن کند مہرباں است دوست   کہ بخشندگی کارِ بخشندہ اوست

(۱۱۸) رہائی دہ و رہنمائی دہد   زباں را صفت آشنائی دہد

(۱۱۹) عدو را چو کور او کند وقتِ کار   یتیماں بروں برد بے زخم خار

(۱۲۰) ہر آں کس کز و راستبازی کند   رحیمے برو رحم سازی کند

معنے :-

دہ لک	دس لاکھ
بخشندگی	مہربانی کرنا
صفت آشنائی	پرماتما کے گن گانا
کور	اندھا
بے زخم خار	کانٹا چبھے بغیر
یتیماں	اپنی فوج کی طرف اشارہ
رحیمے	خدا

تشریح :-

خدا کی قدرت دیکھو۔ میں نے ایک کو دس لاکھ سے لڑایا۔ اور دس لاکھ کو ہلاک کر دیا۔ جب ایشور مہربان ہو۔ تو دشمن کیا بگاڑ سکتا ہے۔ ایشور بخشنے والا ہے۔ اس نے مجھے یہ طاقت دی ہے۔ کہ اس کی صفت کروں اسی کی کرپا ہے۔ کہ دشمن کو اندھا کر دیا۔ اور میری فوج جنگ میں سے نقصان کرائے بغیر سرخرو ہو آئی۔ جو آدمی سچائی پر ہوتا ہے۔ ایشور اس کی امداد کرتا ہے۔ اس پر رحم کرتا ہے۔

۶۰۱ مگر میں صداقت پہ ہوں کاربند | عدو مجھ کو پہنچائے کیونکر گزند
۶۰۲ حمایت میں کرتا ہوں مظلوم کی | میں ڈھارس بندھاتا ہوں محکوم کی
۶۰۳ اُٹھائی ہے تلوار اُسی کے لئے | چھڑی ہے یہ پیکار اُسی کے لئے
۶۰۴ خدا کیوں نہ پھر مجھ پہ ہو مہرباں | مجھے کیوں نہ حاصل ہو امن و اماں
۶۰۵ کرشمہ اُسی کی خدائی کا ہے | کہ سب مرحلے کر لئے میں نے طے
۶۰۶ مری فوج جب شہر میں گھر گئی | تری فوج چاروں طرف سے بڑھی
۶۰۷ تو میرے خدا نے بچایا مجھے | وہی سہر (ایک ندی) سے پار لایا مجھے
۶۰۸ مصیبت میں وہ بن گیا میری ڈھال | میں اُس کا پجاری وہ میرا کمال
۶۰۹ تری فوج کی فوج اندھی ہوئی | یہی غیب سے میری امداد تھی
۶۱۰ وہیں تیرا گھیرا دھرا رہ گیا | نکل آیا بچ کر مرا خالصہ

گورو مہاراج کے اشعار:۔

(۱۲۱) کسے خدمت آید بسے قلب و جاں خداوند بخشید بر او اماں

(۱۲۲) چوں دشمن برآں حیلہ سازی کند بر او خود خدا چارہ سازی کند

(۱۲۳) اگر بر یکے آمد دہ دوہ ہزار نگہبان او را شود کردگار

(۱۲۴) ترا گر نظر است بر فوج و زر بہ ما را نگہ است یزداں نگر

معنے :۔

قلب و جاں ________ دل و جان سے
حیلہ سازی ________ حملہ کرتا ہے۔
بر یکے ________ ایک آدمی پر
دہ دوہ ہزار ________ ایک لاکھ
کردگار ________ پرماتما
چارہ سازی ________ امداد۔ حفاظت
یزداں نگر ________ ایشور کو دیکھنے والا

تشریح :۔

اگر کوئی شخص دل و جان سے خدمت کرتا ہے۔ تو ایشور اُسے امن و امان بخشتا ہے۔ خوشی دیتا ہے۔ اگر دشمن اُس پر حملہ کرے۔ تو ایشور اس کو بچاتا ہے۔ اگر ایک سچے آدمی پر ایک لاکھ آدمی ٹوٹ پڑیں تو ایشور اس کی نگہبانی کرتا ہے۔

۶۱۱ یہ جسے خدمتِ خلق مرغوب ہے خدا کو وہی شخص محبوب ہے

۶۱۲ ترے مجھ پہ جتنے بھی حملے ہوئے بچایا مجھے اُس نے ہر ایک سے

۶۱۳ نہیں ڈر اگر فوج ہے میری کم عدو ہے زیادہ نہیں اس کا غم

۶۱۴ مجھے اعتماد اُس کی بخشش پہ ہے مجھے تکیہ اُس کی نوازش پہ ہے

۶۱۵ اگر حملہ ہو لاکھ کا ایک پر اگر اس پہ چھا جائیں وہ سر بسر

۶۱۶ اگر ایک پر ہے خدا کی نظر ستم پر بندھی لاکھ کی ہے کمر

۶۱۷ تو اس ایک کی جیت ہوگی ضرور اسی جیت سے ہے خدا کا ظہور

۶۱۸ کچلنا ہے اک روز ظالم کا سر مجھے واہگورو نے دیا ہے یہ ور

۶۱۹ اگر ناز ہے تو اپنی فوجوں پہ کیا مرا حوصلہ ان سے بھی ہے سوا

۶۲۰ لڑائی نئی میں نے چھیڑی ہے آج ترے سر کی دھجّی اُدھیڑی ہے آج

گورو مہاراج کے اشعار :-

(۱۲۵) کہ او را غرور است بر ملک و مال — بہ ما را پناہ است یزداں اکال

(۱۲۶) تو غافل مشو زیں سپنجی سرا — کہ عالم بگذرد سرے جا بہ جا

(۱۲۷) کجا شاہِ کیخسرو و جامِ جم — کجا شاہِ آدم سپردِ عدم

(۱۲۸) فریدوں کجا بہمن اسفندیار — نہ القابِ دارا در آمد شمار

(۱۲۹) کجا شاہِ اسکندر و شیر شاہ — کہ یک ہم نماند است زندہ بہ جاہ

معنے :-

یزداں اکال ——————— ایک پرماتما

سپنجی سرا ——————— فانی دنیا

سپردِ عدم ——————— مرنے والا

تشریح :-

تجھے سلطنت پر غرور ہے اور ہمیں ایشور نے پناہ دی ہوئی ہے۔ تو اس دنیا کے انجام سے غافل نہ ہو۔ کہ کئی ظالم اس جگہ سے گذر گئے۔ کیخسرو۔ جامِ جم شاہ آدم فریدوں۔ اسفندیار۔ دارا۔ اسکندر۔ شیر شاہ سوری وغیرہ سب مر گئے۔ ان میں سے ایک بھی باقی نہیں رہا۔ اس لئے اے اورنگ زیب! تیرا بھی یہی حشر ہونے والا ہے۔

۶۲۱ نہ کر سلطنت پر تُو اِتنا غرور | کہ پیدا ہوئے اِس سے اکثر فتور

۶۲۲ اگر ہیں جنون و حسد تیرے ساتھ | ہے مبر سے خُدا کا مرے سر پہ ہاتھ

۶۲۳ خُدا کی خُدائی سے غافل نہ ہو | کبھی درمیاں حدِ فاصل نہ ہو

۶۲۴ یہ دُنیائے فانی ہے ایسی سرا | کہ اِس میں نہ ظُلم و سِتم رہ سکا

۶۲۵ کئی تجھ سے پہلے بھی ظالم ہوئے | کئی تجھ سے پہلے بھی حاکم ہوئے

۶۲۶ مٹائے گئے ان کے نام و نشاں | ہیں نام کُناں اُن پہ ویرانیاں

۶۲۷ کوئی اُن کا ذِکر آج کرتا نہیں | کوئی اُن کا دم آج بھرتا نہیں

۶۲۸ جفا گر تھے کارِ جفا ہو گئے | فنا کرتے کرتے فنا ہو گئے

۶۲۹ ہوا نازل اُن پر وہ قہرِ خدا | کسی کو نہ اُن کا پتہ تک رہا

۶۳۰ یہ تاثیر ہے آہِ مظلوم کی | اثر کر گئی تیغ محکوم کی

گورو مہاراج کے اشعار:۔

(۱۳۰) کجا شاہِ تیمور و بابر کجا ست — ہمایوں کجا — شاہ اکبر کجا ست

(۱۳۱) ببیں گردشِ بے وفائے زماں — کہ بر ہر بگذرد مکین و مکاں

(۱۳۲) تو گر جبر عاجز خراشی کنی — قسم را بہ تیشہ تراشی کنی

(۱۳۳) خفے بار باشا چہ دشمن کند — اگر دشمنی را بہ صد تن کند

(۱۴۴) عدو دشمنی گر ہزار آورد — نہ یک موئے او را نزار آورد

معنے:۔

عاجز خراشی	مظلوموں کو ستانا
خفے	خدا
یک موئے	تھوڑا سا بھی
بہ تیشہ تراشی	تیشے سے کاٹنا
بہ صد تن	سو گنا زیادہ کرے
نزار	کمزور

تشریح:۔

جب مغل حکمران تیمور۔ بابر۔ ہمایوں۔ اکبر نہیں ہے۔ تو اے اورنگ زیب! تو بھی نہیں رہیگا۔ زمانے کی گردش ہے۔ ہر گھر اور ہر آدمی پر گذرتی ہے اگر تو ستم کر کے کمزوروں کو ستائیگا۔ تو یقیناً اپنی قسم کے پرخچے اڑائے گا۔ یاد رکھ! کہ دشمن میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بال بیکا بھی نہیں کر سکتا۔ میں ہمیشہ چڑھتی کلا میں رہونگا مجھے واہگورو نے ظلم کو مٹانے اور دھرم کو بچانے کے لئے بھیجا ہے۔

۶۳۱ کہاں نشانِ کیخسروی آج ہے — کہاں جامِ جم ہے کہاں تاج ہے

۶۳۲ فریدوں کا نام و نشاں ہے کہاں — تشدد کا سکہ رواں ہے کہاں

۶۳۳ کہاں ہے سکندر کا کبر و غرور — کہاں ابنِ قاسم کا فسق و فجور

۶۳۴ کہاں قتل و غارت ہے تیمور کی — کہاں جنگ آرائی مغرور کی

۶۳۵ کہاں نام غزنی کے محمود کا — کہاں ذکر ہے جسمِ مردود کا

۶۳۶ کہیں بھی نہیں بادِ اسفندیار — کہیں بھی نہیں اس کی گرد و غبار

۶۳۷ ہوا ختم بابر کا جور و جفا — نہیں رعب باقی جہانگیر کا

۶۳۸ گئے جن نے بھی ظلم انسان پر — بھروسہ کیا جس نے شیطان پر

۶ کبھی بھی وہ ہوتا نہیں سرخرو — بشر کا عدو ہے خدا کا عدو

۶ بنا ہیں نہیں ظلم کی پائیدار — انہیں ختم کرتا ہے خود کردگار

۶۴۱ ملا جو مجھے عرصۂ زندگی! کروں گا خدا کی نمائندگی

۶۴۲ مٹانے کو آیا ہوں ظالم کا نام مجھے واہگورو نے یہ سونپا ہے کام

۶۴۳ کسی نے بھی ڈھائے مظالم اگر خدا کے پسندیدہ داناؤں پر

۶۴۴ کسی نے بھی بے بس کا گھونٹا گلا کسی کا بھی بے بس پہ خنجر چلا

۶۴۵ کسی نے بھی پہنچائی زک دھرم کو کسی کی نہ آئی کمک دھرم کو

۶۴۶ تو میں بن کے تلوار آ جاؤں گا اجل بن کے ظالم کو کھا جاؤں گا

۶۴۷ خدا کا حقیقی پیمبر ہوں میں یقیناً ہر اک شے سے برتر ہوں میں

۶۴۸ میرا تکیہ ہے ایک "پرش اکال" رکھے جس نے دشمن مرے پائمال

۶۴۹ مری فوج کا دل ابھی تک دو چند مری فوج کا سر ابھی تک بلند

۶۵۰ اسی فوج کی جسم و جاں خالصہ اسی فوج کا ترجماں خالصہ

(ختم)